فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ

بفضلِ خدائے حنّان کتاب

# تقویۃ الایمان

ازتالیف فاضلِ اجل عالم باعمل حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید علیہ رحمۃ اللہ الحمید المجید

مع فتویٰ علمائے کرام وخط مولنا شہید و رسالہ تائید محمدی، و سوانح شہید

حسب فرمایش

جناب حاجی عبدالکریم صاحب سوداگر کلکتہ

برائے تقسیم فی سبیل اللہ جو برقی پریس دہلی میں طبع ہوئی

بماہ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ مطابق اپریل ۱۹۳۷ء

الوقف لا یملک + یہ کتاب مفت بلاقیمت ہے

پتہ

رحیم الدین حاجی عبدالکریم صاحب سوداگر

۳۱-۳۲ سراج بلڈنگ کولوٹولہ اسٹریٹ
31-32

کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ وصلی اللہ علی النبی الکریم

یہ دیکھکر کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں اشاعتِ توحید کی سخت ضرورت ہے
جی چاہتا تھا کہ اس خدمتِ دین میں حصہ لوں چونکہ اسی سلسلے کی ایک مضبوط کڑی
یہ کتاب تھی جو ایک مخلص بزرگ موحد شہید فی سبیل اللہ نے تصنیف فرمائی تھی۔
جس کے ایک ایک حرف کو بوجہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص کے
تعالیٰ نے خاص مقبولیت عطا فرمارکھی ہے اور اسے میرے محترم جناب
الرحمٰن صاحب چھپوارہے تھے میں نے بھی اپنی طرف سے چھپوالی۔
فرمائے ۔

کی قیمت صرف یہی ہے کہ آپ اسے پڑھکر توحید خدا
مضبوطی سے اس کی پابندی کریں اور ہمیں اپنی نیک دعاؤں
یں ۔ اے واحد و لاشریک خدا مجھے اور میرے متعلقین کو
دم تک اپنی توحید پر قائم رکھ اور اپنے رسولؐ کی تابعداری
کی توفیق دے آمین یارب العالمین ۔

عبد الکریم عفی عنہ

کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں۔
اور اپنا سچا دین بتایا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی۔ اور اپنے
حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا، اور اُن کی راہ
سیکھنے کا شوق دیا، اور ان کے نائبوں کی کہ جو اُن کی راہ بتاتے ہیں اور اُن
کے طریقہ پر چلاتے ہیں محبت دی۔ سو، اے پروردگار ہمارے تو اپنے
حبیبؐ پر اور اس کے آلؓ و اصحابؓ پر اور اس کے نائبوں پر ہزار ہزار درود
اور سلام بھیج، اور اس کی پیروی کرنیوالوں کو رحمت کر اور ہم کو ان میں شریک کر،
اور ہم کو اُسی کی راہ پر جیتے اور موئے قائم رکھ اور اسی کے تابعوں میں گن رکھ
آمین یارب العالمین ۔ **اما بعد** سُننا چاہیئے کہ آدمی سارے اللہ کے
بندے ہیں اور بندے کا کام بندگی ہے، جو بندہ کہ بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں
اور اصل بندگی ایمان کا درست کرنا ہے کہ جس کے ایمان میں کچھ خلل ہے
اس کی کوئی بندگی قبول نہیں، اور جس کا ایمان سیدھا ہے اسکی تھوڑی بندگی
بھی بہت ہے، سو ہر آدمی کو چاہیئے کہ ایمان کے درست کرنے میں بڑی کوشش
کرے اور اس کے حاصل کرنے کو سب چیزوں سے مقدم رکھے۔ اور اس زمانے

میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں، کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں، کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں، اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انھوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں، اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔ اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ ورسولؐ کے کلام کو اصل رکھیے اور اس کی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجیے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجیے۔ اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ ورسولؐ کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں؟ اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں؟ بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔ سو یہ بات غلط ہے، اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ اور بیشک اتاریں ہم نے طرف تیرے باتیں کھلی، اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔ **ف** یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ ان پر چلنا نفس پہ مشکل ہے، اس واسطے کہ نفس کو حکمبرداری کسی کی بری لگتی ہے۔ سو اس لئے جو لوگ بے حکم ہیں وہ اُن سے انکار رکھتے ہیں۔ اور اللہ ورسولؐ کے کلام کے سمجھنے کو بہت



علم نہیں چاہیے کہ پیغمبر تو ناداں کے راہ بتلانے کو اور جاھلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ترجمہ۔ وہ اللہ ایسا ہے، جس نے کھڑا کیا ناداں میں ایک رسولؐ اُن میں سے کہ پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں۔ **ف** یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسولؐ بھیجا کہ اس نے بے خبروں کو خبردار کیا، اور ناپاکوں کو پاک کیا اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر چلایا۔ سو جو کوئی یہ آیت سُنکر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا۔ سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی۔ بلکہ یوں کہا چاہیے کہ جاہل لوگ اُن کا کلام سمجھکر عالم ہو جاتے ہیں، اور گمراہ لوگ ان کی راہ چلکر بزرگ بنجاتے ہیں۔ اس بات کی مثال یہ کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار پھر کوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اُس کا علاج کر۔ اور وہ بیمار یہ جواب دیوے کہ اس کے پاس جانا اور اسکا علاج کروانا بڑے بڑے تندرستوں کا

کلام ہے مجھ سے کیونکر ہو سکے کہ میں سخت بیمار ہوں۔ سو وہ بیمار احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار کرتا ہے اس واسطے کہ حکیم تو بیماروں ہی کے علاج کے واسطے ہے جو تندرستوں ہی کا علاج کرے۔ اور اُن ہی کو اس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہے کا؟ غرض جو کوئی بہت جاہل ہے اس کو اللہ و رسولؐ کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہئے اور جو بہت گنہگار ہو اُس کو اللہ و رسولؐ کی راہ چلنے میں زیادہ کوشش چاہئے۔ سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ و رسولؐ ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں۔ سو سنا چاہیے کہ ایمان کے دو جزو ہیں۔ خدا کو خدا جاننا اور رسولؐ کو رسولؐ سمجھنا۔ اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اُس کا شریک کسی کو نہ سمجھے۔ اور رسولؐ کو رسولؐ سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو شرک۔ اور دوسری بات کو اتباعِ سنت کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو بدعت۔ سو ہر کسی کو چاہیے کہ توحید اور اتباعِ سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں اور باقی گناہ اُن سے نیچے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں۔ اور چاہیے کہ جو کوئی توحید اور اتباعِ سنت میں بڑا کامل ہو اور شرک و بدعت سے بہت دور اور لوگوں کو اس کی صحبت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو



اسی کو اپنا پیر و استاد سمجھے۔ سو اس لئے کئی آیتیں اور حدیثیں کہ جن میں بیان توحید کا اور اتباعِ سنت کا ہے اور برائی شرک و بدعت کی اس رسالہ میں جمع کیں۔ اور ان آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ اس کے حاصل معنیٰ کا بیان زبان ہندی سلیس میں کر دیا تا عوام الناس اور خواص اس سے فائدہ برابر لیویں۔ جن کو اللہ توفیق دے وہ سیدھی راہ پر ہو جاویں اور بتلانے والے کو وسیلہ نجات کا ہووے آمین یا الٰہ العالمین، اور اس رسالہ کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا اور اس میں دو باب ٹھہرائے، پہلے باب میں بیان توحید کا اور برائی شرک کی۔ اور دوسرے باب میں اتباعِ سنت کا اور برائی بدعت کی۔

# پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں

اول سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب ہے لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔ سو اول معنی شرک و توحید کے سمجھنا چاہیے تا برائی اور بھلائی ان کی قرآن و حدیث سے معلوم ہو۔ سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں۔ اور

حاجت برآئی کیلئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین۔ اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے، کوئی مشکل کے وقت دوہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیا اور اولیا اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔ اور دعوائے مسلمانی کئے جاتے ہیں ؎

سبحان اللہ یہ منہ؟ اور یہ دعویٰ؟ سچ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورۂ یوسف میں وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۔ ترجمہ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔ پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو یہ دونوں راہیں کیوں ملائے دیتے ہو؟ اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاؤ اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیا و اولیا کو پیروں اور شہیدوں



کو اللہ کے برابر سمجھتے، سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق۔ اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے۔ اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اسی کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں۔ اور ان سب باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط سلط رسموں کی سند پکڑی۔ اور اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے اللہ صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا بتایا چنانچہ سورۂ یونس میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے ؎

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۔ ترجمہ۔ اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو،

نہ کچھ نقصان، اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتلاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں؟ سو وہ نرالا ہے ان سب سے جن کو یہ شریک بتاتے ہیں **ف** یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہونچانے کی نہ نقصان کر دینے کی۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس۔ سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا؟ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو ماننے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہونچے بلکہ انبیاء و اولیا کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے اُن کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہوتا ہے اور اللہ صاحب نے سورۂ زمر میں فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْ مَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ ترجمہ۔ اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ سے اور حمایتی کہتے ہیں ہم پوجتے ہیں ہم اُن کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بیشک اللہ حکم کرے گا ان میں اُس چیز میں کہ اس میں اختلاف ڈالتے ہیں بیشک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکر کو۔ **ف** یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ بندے کی طرف سب سے



زیادہ نزدیک ہے سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا۔ اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر نہ ادا کیا۔ بلکہ یہ بات اوروں سے چاہنے لگے پھر اس اُلٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں۔ سو اللہ ہرگز ان کو راہ نہیں دیگا اور اس راہ سے ہرگز اس کی نزدیکی نہ پاویں گے بلکہ جوں جوں اس راہ میں چلیں گے وہ اس سے دور ہوتے جاویں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے پوجنے کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور اللہ کا ناشکر۔ اور اللہ صاحب نے سورۂ مومنون میں فرمایا ہے کہ

قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ۞ ترجمہ۔ کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو؟ سو وہیں کہدیں گے کہ اللہ ہے کہہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو؟ **ف** یعنی جب کافروں سے بھی پوچھے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے؟ اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ اس آیت سے

معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت
نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے
تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس
کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں
ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی
ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو
اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو
سمجھنا چاہیے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور
اس کے مقابل جانے۔ بلکہ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے
اپنے واسطے خاص کی ہیں اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی کے
ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا، اور
اس کے نام کا جانور کرنا، اور اس کی منت ماننی، اور مشکل کے وقت
پکارنا، اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا، اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی
سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اس کو اللہ سے چھوٹا
ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھے۔ اور اس بات میں اولیا
و انبیا میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔
یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا۔ خواہ انبیا
و اولیاء سے، خواہ پیروں و شہیدوں سے، خواہ بھوت و پری سے،



چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی
یہود و نصاریٰ پر۔ حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے
چنانچہ سورۂ براءت میں فرمایا:
اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ
مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ ترجمہ۔ ٹھہرایا انہوں نے مولویوں کو اور درویشوں
کو مالک اپنا ورے اللہ سے۔ اور مسیح بیٹے مریم کو۔ اور حالانکہ ان کو
تو حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں مالک ایک کی۔ نہیں کوئی مالک
سوائے اس کے سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بتانے سے **ف**
یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے
ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور
اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ نرالا ہے اس کا شریک کوئی
نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ برابر کا۔ بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے
عاجز ہیں عجز میں برابر چنانچہ سورۂ مریم میں فرمایا ہے:
اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ
اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ ترجمہ
جتنے لوگ ہیں آسمان و زمین میں سو آنے والے ہیں رحمان کے سامنے
بندے ہو کر۔ اور بیشک قابو میں کر رکھا ہے ان کو اور گن رکھا ہے
ان کو ایک ایک۔ اور ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے

سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا ۔ **ف** یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا۔ اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا۔ اور ہر کوئی معاملہ میں اس کے روبرو اکیلا حاضر ہونیوالا ہے کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں بننے والا ۔ ان مضمونوں کی آیتیں قرآن میں اور بھی سینکڑوں ہیں۔ جس نے ان دو چار آیتوں کے بھی معنی سمجھ لئے وہ بھی شرک و توحید کے مضمون سے خبردار ہوگیا۔

اب یہ بات تحقیق کی چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیے۔ سو وہ باتیں بہت ساری ہیں مگر کئی باتوں کا ذکر کر دینا اور ان کو قرآن و حدیث سے ثابت کر دینا ضرور ہے تا اور باقی باتیں اُن سے لوگ سمجھ لیں۔ سو اول بات یہ کہ ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا ، اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی ، دور ہو یا نزدیک، چھپی ہو یا کھلی ، اندھیرے میں ہو یا اُجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں، یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں۔ سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے ، اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دوہائی دیوے، اور دشمن پر اس کا نام لیکر حملہ کرے ، اور اس کے نام کا ختم پڑھے، یا شغل کرے ، یا اس کی صورت کا خیال باندھے، اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے



یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اُس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے، اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی، اور جو مجھ پر احوال گذرتے ہیں، جیسے بیماری و تندرستی و کشایش و تنگی مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے، اور جو بات میرے منھ سے نکلتی ہے وہ سب سُن لیتا ہے، اور جو خیال و وہم میرے دل میں گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے، سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں اسکو اِشْرَاكٌ فِي الْعِلْمِ کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔ سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاؑ و اولیاء سے رکھے ۔ خواہ پیر و شہید سے رکھے۔ خواہ امام و امامزادہ سے۔ خواہ بھوت و پری سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے ۔ غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا ، اور اپنا حکم جاری کرنا، اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا ، روزی کی کشایش اور تنگی کرنی ، اور تندرست اور بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی ، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنی حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، بُرے وقت میں پہنچنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے، اور کسی انبیاءؑ اور اولیاءؒ کی پیر و شہیدؒ کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں، جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مراد مانگے، اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے، اور اس کی منتیں

مانے، اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس کو اِشْرَاکٌ فِی التَّصَرُّفْ کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع، اور ہاتھ باندھکر کھڑے ہونا، اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا، اور اس کے نام کا روزہ، اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا، اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اُس گھر کی زیارت کو جلتے ہیں، اور راستے میں اس مالک کا نام پکارنا، اور نامعقول باتیں کرنیسے اور شکار سے بچنا، اور اسی قید سے جاکر طواف کرنا، اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا، اور اسکی طرف جانور لیجانے، اور وہاں منتیں ماننی، اس پر غلاف ڈالنا، اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی، اور التجا کرنی، اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی، اور ایک پتھر کو بوسہ دینا، اور اس کی دیوار سے اپنا منھ اور چھاتی ملنا، اور اُس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی، اور اس کے گرد روشنی کرنی، اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی، اور روشنی کرنی، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا اور اسکے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھکر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا،



غائبوں کے واسطے لیجانا، رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلنا، اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مویشی نہ چُگانا، یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کیلئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو، یا بھوت و پری کو، یا کسی سچی قبر کو، یا جھوٹی قبر کو، یا کسی کے تھان کو، یا کسی کے چلے کو، یا کسی کے مکان کو، یا کسی کے تبرک کو، یا نشان کو، یا تابوت کو سجدہ کرے، یا رکوع کرے، یا اس کے نام کا روزہ رکھے، یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے، یا جانور چڑھاوے، یا ایسے مکانوں میں دُور دُور سے قصد کرکے جاوے، یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے اُن کے نام کی چھڑی کھڑی کرے۔ رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے، ان کی قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھکر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کے بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے، اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو اِشْرَاکٌ فِی الْعِبَادَتْ کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لایق ہیں، یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے، اور اس کی تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھولدیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھلایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو

یاد رکھیں اور اس کی تعظیم کرتے رہیں، تاکہ ایمان بھی درست رہے، اور
ان کاموں میں بھی برکت ہووے، جیسے اڑے کام پر اللہ کی نذر ماننی،
اور مشکل کے وقت اس کو پکارنا، اور ہر کام کا شروع اس کے نام سے
کرنا اور جب اولاد ہو تو اس کے شکر میں اس کے نام کا جانور ذبح کرنا،
اور اس کا نام عبداللہ، عبدالرحمٰن، خدابخش، اللہ دیا، امۃ اللہ، اللہ
دی، رکھنا اور کھیت اور باغ میں سے تھوڑا بہت اس کے نام کا کر رکھنا،
اور دھن اور ریوڑ میں سے کچھ اس کی نیاز کر رکھنا، اور جو جانور اس
کے نام کے اس کے گھر کی طرف لیجائے ان کا ادب کرنا، یعنی نہ اُن
پر سوار ہونا نہ لادنا، اور کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا، یعنی جس
چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا، اور جو منع کیا اس سے دور رہنا
اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط اور ارزانی صحت و
بیماری فتح و شکست اقبال و ادبار غمی و خوشی یہ سب اس کے اختیار میں
سمجھنا، اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادہ کا ذکر
کر دینا، جیسا یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے تو ہم فلانا کام کریں گے، اور
اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے، اور اپنی
بندگی، جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق۔ اور کلام
میں جب قسم کھانے کی حاجت ہو تو اسی کے نام کی قسم کھانی، سو اس
قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں۔ پھر جو کوئی کسی
انبیاء و اولیا کی اماموں اور شہیدوں کی بھوت و پری کی اس قسم کی



تعظیم کرے، جیسے اڑے کام پر ان کی نذر مانے، مشکل کے وقت ان کو پکارے،
بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لیوے، جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے، اپنی
اولاد کا نام عبدالنبی امام بخش پیر بخش رکھے، کھیت و باغ میں ان کا حصہ
لگاوے، جو کھیتی و باڑی سے آوے پہلے ان کی نیاز کر دے جب اپنے کام
میں لاوے اور دھن اور ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہراوے،
اور پھر اُن جانوروں کا ادب کرے پانی دانہ پر سے نہ ہانکے لکڑی پتھر سے
نہ مارے، اور کھانے پینے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے لوگوں کو
چاہیے کہ فلانا کھانا نہ کھاویں، فلانا کپڑا نہ پہنیں، حضرت بی بی کی صحنک
مرد نہ کھاویں، لونڈی نہ کھاوے جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نہ
کھاوے، شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھاوے، اور برائی اور
بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے، کہ
فلانا ان کی پھٹکار میں آ کر سڑی دیوانہ ہو گیا، اور فلانے کو انھوں نے
ایسا راندا کہ محتاج ہو گیا، اور فلانے کو نواز دیا تو فتح و اقبال مل گیا، اور
قحط فلانے تارے کے سبب سے پڑا، فلانا کام جو فلانے دن شروع
کیا تھا یا فلانی ساعت میں سو پورا نہ ہوا، یا یوں کہیں کہ اللہ و رسولؐ
چاہے گا تو میں آونگا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی، یا اس کے
تئیں بولنے میں یا معبود داتا بے پروا خداوند خدائیگان مالک الملک
شہنشاہ بولے، یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علیؓ کی
یا امامؑ کی یا پیر کی یا ان کی قبروں کی قسم کھاوے، سو ان سب

باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے، اور اس کو اشراک فی العادت کہتے ہیں یعنی
اپنی عادت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنا چاہئے ہو غیر کی کرے،
سو ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن و حدیث میں ذکر ہے، سو
اسلئے اس باب میں پانچ فصلیں کی ہیں۔ فصل پہلی میں ذکر ہے شرک کی
برائی کا اور توحید کی خوبی کا۔ فصل دوسری میں ذکر ہے اِشراک فی العِلم
کی برائی کا۔ فصل تیسری میں ذکر ہے اِشراک فی التصرّف کی برائی کا۔ فصل
چوتھی میں ذکر ہے اِشراک فی العِبادت کی برائی کا۔ فصل پانچویں میں ذکر
ہے اِشراک فی العادت کی برائی کا۔

## اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِی الْاِجْتِنَابِ عَنِ الْاِشْرَاکِ

ترجمہ۔ فصل پہلی بچنے میں شرک سے یعنی اس فصل میں مجمل شرک کی برائی
کا ذکر ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ
وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ ترجمہ فرمایا اللہ نے یعنی سورۂ نساء میں بے شک
اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھہراوے اس کا اور بخشتا ہے سوا اس کے
جس کو چاہے، اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کے سوا بیشک راہ بھولا
دور بھٹک کر۔ ف یعنی اللہ کی راہ بھولنا یوں بھی ہوتا ہے کہ حرام
وحلال میں امتیاز نہ کرے، چوری بدکاری میں گرفتار ہو جاوے، نماز
روزہ چھوڑ دیوے، جورو بچوں کا حق تلف کرے، ماں باپ کی بے ادبی



کرے، لیکن جو شرک میں پڑا وہ سب سے زیادہ بھولا، اس لئے کہ وہ
ایسے گناہ میں گرفتار ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اور
سارے گناہوں کو اللہ شاید بخش بھی دیوے، اس آیت سے معلوم ہوا
کہ شرک نہ بخشا جاویگا جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی، پھر اگر بڑے درجہ
کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے اس کی سزا یہی ہے کہ
ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا، نہ اس سے کبھی باہر نکلے گا نہ اس میں کبھی
آرام پاوے گا، اور جو اس سے ورلے درجے کے شرک ہیں ان کی سزا
جو اللہ کے ہاں مقرر ہے سو پاویگا، اور باقی جو گناہ ہیں ان کی جو کچھ
سزائیں اللہ کے ہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں، چاہے دیوے
چاہے معاف کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے کوئی بڑا گناہ نہیں۔
اس کی مثال یہ ہے کہ بادشاہ کی تقصیریں اس کی رعیت کے لوگ جتنی
کریں، جیسے چوری قزاقی چوکی پہرے کے وقت سو جانا، دربار کے وقت
کوٹال جانا، لڑائی کے میدان سے ٹلجانا، سرکار کے پیسا پہنچانے میں
قصور کرنا، علیٰ ہذا القیاس ان سب کی سزائیں بادشاہ کے ہاں مقرر ہیں،
مگر چاہے تو پکڑے اور چاہے تو معاف کر دے، اور ایک تقصیریں اس
ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے، جیسے کسی امیر یا وزیر یا
چودھری قانون گو کو یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بناوے، یا اسکے واسطے
تاج و تخت تیار کرے، یا اس کے تئیں ظلِ سبحانی بولے، یا اس کے تئیں
بادشاہ کا سا مجرا کرے، یا اس کیلئے ایک دن جشن کا ٹھہراوے، اور بادشاہ

کی طرح نذر دیوے، یہ سب تقصیروں سے بڑی ہے، اس کی سزا مقرر
اس کو پہونچتی ہے، اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے، اور ایسوں کو
سزا نہ دیوے، اس کی بادشاہت میں قصور ہے، چنانچہ عقلمند لوگ ایسے
بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں، سو اس مالک الملک شاہنشاہ غیور سے
ڈرنا چاہئے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی ہی غیرت، سو وہ
مشرکوں سے کیونکر غفلت کریگا؟ اور کس طرح ان کو ان کی سزا نہ دیگا؟
اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور ان کو شرک کی آفت سے بچاوے
آمین قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ ترجمہ اور فرمایا اللہ
تعالیٰ نے سورۂ لقمان میں جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور
نصیحت کرتا تھا اس کو اے بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا، بیشک
شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے۔ **ف** یعنی اللہ صاحب نے لقمان
کو عقلمندی دی تھی، سو انھوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے
کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا، اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا
تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا، جیسے بادشاہ کا تاج
ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی؟ اور یہ
یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے
آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے
شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔



ایسے ہی عقل کی راہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں
سے بڑا عیب ہے، اور یہی حق ہے، اسواسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا
عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے، سو اللہ سے بڑا کوئی
نہیں، اور شرک اس کی بے ادبی ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝
ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انبیا میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے
پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی
ملنے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری۔ **ف** یعنی
جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے
اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک
سے منع اور توحید کا حکم سب شرعوں میں ہے۔ سو یہی راہ نجات کی ہے،
اس کے سوائے سب راہیں غلط ہیں، وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ
عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ۝
ترجمہ۔ مشکوٰۃ کے باب الریا میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا
ابوہریرہؓ نے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے کہ میں بڑا بے پروا ہوں ساجھیوں میں ساجھے سے جو کوئی کرے
کچھ کام کہ ساجھی کردے اس میں میرے ساتھ اور کسی کو۔ سو میں

چھوڑ دیتا ہوں اس کو اور اس کے ساجھی کو اور میں اس سے بیزار ہوں۔
ف یعنی جس طرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔
سو میں یوں نہیں کرتا میں بے پروا ہوں، بلکہ جو کوئی کچھ کام میرے واسطے
کرے اور غیر کو بھی اس میں شریک کر دے سو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا
بلکہ سارے کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایک کام کرے اللہ کے واسطے پھر وہی
کام کرے اور کسی کے واسطے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے، اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ مشرک جو عبادت اللہ کی کرے وہ بھی اللہ کے ہاں مقبول نہیں
بلکہ اس سے بیزار ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي تَفْسِيْرِ قَوْلِ
اللهِ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ
فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ
أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنِّيْٓ أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرَضِيْنَ
السَّبْعَ وَأُشْهِدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ اٰدَمَ شَهِدْنَا أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنَّا
كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا اعْلَمُوْٓا أَنَّهُ لَا إِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ
غَيْرِيْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا إِنِّيْ سَأُرْسِلُ عَلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ
عَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ وَأُنْزِلُ إِلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَإِلٰهُنَا
لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ ۔ ترجمہ۔ مشکوٰۃ کے باب



الایمان بالقدر میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ اُبی بن کعبؓ نے اس
آیت کی تفسیر میں کہ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ الخ فرمایا کہ
اللہ نے اولادِ آدمؑ کی اکٹھی کی اور ان مثلیں لگائیں پھر ان کی صورت
بنائی پھر ان کو بولنے کی طاقت دی سو وہ بولنے لگے، پھر اُن سے قول
و عہد لیا اور ان کی جان پر اُن سے اقرار کروایا، کہ کیا میں نہیں ہوں رب
تمہارا؟ بولے کیوں نہیں؟ فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں
اور ساتوں زمینوں کو اور تمہارے باپ آدمؑ کو اس واسطے کہ تمہیں کہنے لگو
قیامت کے دن ہم نہ جانتے تھے، سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں
ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے، اور مت شریک ٹھہراؤ میرا کوئی، بیشک
میں اب بھیجوں گا طرف تمہارے رسول اپنے کہ یاد دلاویں گے تم کو قول و
قرار میرا، اور اتاروں گا تم پر کتابیں اپنی، بولے اقرار کیا ہم نے کہ بیشک تو
مالک ہمارا ہے اور حاکم ہمارا، نہیں کوئی مالک ہمارا تیرے سوائے اور نہیں
کوئی حاکم ہمارا تیرے سوا۔ ف یعنی اللہ صاحب نے سورۂ اعراف میں
فرمایا ہے اور جب نکالی تیرے رب نے بنی آدمؑ کی پشت سے اُن کی
اولاد اور اقرار کروایا اُن سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں نہیں ہوں رب
تمہارا؟ بولے کیوں نہیں؟ قبول کیا ہم نے اپنے ذمہ پر، یہ ہم نے
اس لئے کیا کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ بیشک ہم اس بات سے
غافل تھے، یا کہنے لگو کہ شرک تو کیا تھا ہمارے باپ دادوں نے پہلے سے
اور ہم تھے پیچھے اُن کے، سو کیا برباد کرتا ہے تو ہم کو ان جھوٹوں کے کام کے

بدلے۔ یہ ترجمہ کلام اللہ کی آیت کا ہے، سو اس کی تفسیر میں اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے ساری اولادِ آدم کی اکٹھی کی ایک جگہ، اور ان کی جدی جدی مثلیں لگائیں جیسے پیغمبروں کی جدا مثل، اور اولیا کی جدا مثل اور شہیدوں کی جدا مثل اور نیکبختوں کی جدا مثل، اور حکم بردار لوگوں کی جدا مثل، اور بدکاروں کی جدا مثل، اور اسی طرح کافروں کی مثلیں لگائیں جیسے یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہندو و علیٰ ہٰذا القیاس پھر ان سب کی صورتیں بنائیں یعنی ہر کسی کی صورت جیسی دنیا میں بنانی منظور تھی، ویسی ہی وہاں ظاہر کی، کسی کو خوبصورت، کسی کو بدصورت، کسی کو سمانکا، کسی کو گونگا، کسی کو کانا، کسی کو اندھا، علیٰ ہٰذا القیاس۔ پھر ان کو بولنے کی طاقت دی، پھر ان سے اللہ صاحب نے یوں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے، پھر اُن سے قول و قرار لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم و مالک نہ جانیو۔ اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو، سو ان سب نے اِن سب باتوں کا قول و قرار کیا، اور اللہ صاحب نے اس بات پر آسمان و زمین و آدم کو گواہ کیا، اور فرمایا کہ اس قول و قرار کے یاد دلانے کو پیغمبر آویں گے، اور کتابیں لاویں گے، سو ہر کسی نے جُدے جُدے اللہ کی توحید کا اقرار کیا، اور شرک کا انکار، سو شرک کی بات میں ایک دوسرے کی سند نہ پکڑنی چاہیے، نہ پیر کی، نہ استاد کی، نہ باپ دادوں کی، نہ کسی بادشاہ کی، نہ کسی مولوی کی، نہ کسی بزرگ کی، اور جو کوئی خیال کرے کہ ہم دنیا میں اس بات کو بھول گئے پھر بھولی بات کی کیا سند ہے؟



سو یہ خیال غلط ہے اس واسطے کہ بہت سی باتیں آدمی کو آپ یاد نہیں ہوتیں، پھر معتبر لوگوں کے کہنے سے یقین کرتا ہے۔ جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے اپنا پیدا ہونا یاد نہیں ہوتا، پھر لوگوں ہی سے سُنکر یقین کرتا ہے، اور اپنی ماں ہی کو ماں سمجھتا ہے اور کسی کو ماں نہیں بنا سکتا، پھر اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی کو ماں بنا دے تو اس کو سب لوگ بُرا کہیں گے، اور اب جو وہ جواب دیوے کہ مجھے تو اپنا پیدا ہونا کچھ یاد نہیں کہ میں اس کو اپنی ماں جانوں، تو سب لوگ اس کو احمق کہیں گے اور بڑا بے ادب۔ تو جب عوام النّاس کے کہنے سے آدمی کو بہت باتوں کا یقین آجاتا ہے تو پھر پیغمبروں کی تو بڑی شان ہے ان کے خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آوے؟ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل توحید کا حکم اور شرک کا منع اللہ صاحب نے ہر کسی سے عالمِ ارواح میں کہدیا ہے، اور سارے پیغمبر اسی کی تاکید کو آئے ہیں اور ساری کتابیں اسی کے بیان میں اتریں، سو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا فرمانا، اور ایک سو چار کتاب آسمانی کا علم، اسی ایک نکتہ میں ہے کہ توحید خوب درست کیجئے اور شرک سے بہت دُور بھاگیے۔ نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائیے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگئے اور لہنی حاجت اس کے پاس لیجائیے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ
ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ معاذ
بن جبلؓ نے نقل کیا کہ فرمایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم
نے نہ شریک ٹھہرا اللہ کا کسی کو، گو کہ مارا جاوے تُو اور جلایا جاوے تو
**ف** یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر، کہ شاید کوئی
جن یا بھوت کچھ ایذا پہنچاوے، سو جیسا مسلمان کو ظاہری بلاؤں پر
صبر کرنا چاہیے اور ان کے ڈر سے اپنا دین نہ بگاڑنا چاہیے۔ اسی
طرح جن اور بھوتوں کی بھی ایذا پر صبر کرنا چاہیے اور ان سے ڈر کر ان کو
نہ ماننا چاہیے، اور یہ سمجھنا چاہیے کہ فی الحقیقت ہر کام اللہ ہی کے
اختیار میں ہے، مگر وہ ہی کبھی کبھی اپنے بندوں کو جانچتا ہے۔ اور
بُروں کے ہاتھ سے بھلوں کو ایذا پہنچاتا ہے، تاکہ کچّوں اور پکّوں میں
فرق ہو جاوے، اور مومن اور منافق جُدا جُدا معلوم ہوں۔ سو جیسے ظاہر
میں متقیوں کو فاسقوں کے ہاتھ سے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ
سے اللہ کے ارادہ سے ایذا پہنچ جاتی ہے اور ان کو وہاں صبر ہی کرنا
پڑتا ہے اور دین بگاڑنا نہیں پہنچتا۔ اسی طرح کبھی کبھی نیک آدمی
کو جن اور شیاطینوں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادہ سے ایذا پہنچ جاتی ہے،
سو اس پر صبر ہی کرنا چاہیے اور ان کو ہرگز نہ ماننا چاہیے۔ اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے بیزار ہو کر اوروں کو ماننا چھوڑے
اور ان کی نذر و نیاز ماننے کو بُرا جانے اور غلط غلط رسموں کو اٹھانے لگے



اور اس میں اس کو کچھ نقصان مال یا اولاد کا یا جان کا پہنچ جاوے، یا
کوئی شیطان کسی پیر و شہید کا نام لیکر ایذا دینے لگے، تو اس پر صبر کرے،
اور اپنی بات پر قائم رہے، اور یہ سمجھے کہ اللہ میرا دین جانچتا ہے، اور جیسے
اللہ صاحب ظالم آدمیوں کو ڈھیل دے کر پکڑتا ہے، اور مظلوموں کو
ان کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے، اسی طرح ظالم جنوں کو بھی اپنے وقت پر
پکڑے گا اور نیک آدمیوں کو ان کی ایذا سے بچاوے گا ✦

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ
قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ
تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا
ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک؟
فرمایا یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھہرا کر اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھکو
پیدا کیا۔ **ف** یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے،
اور سب کام اس کے اختیار میں ہیں، سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر
اس کو پکارتے ہیں، سو کسی اور کو اس طرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہیے، کہ یہ
سب سے بڑا گناہ ہے، اوّل تو یہ کہ یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت
بر لانے کی طاقت ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔ دوسرے یہ کہ ہمارا
جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے
ہر کاموں پر اسی کو پکاریں۔ اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی

ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو ذکر کیا ہے؟

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ لَوْ لَقِیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُکَ بِقُرَابِہَا مَغْفِرَۃً

ترجمہ۔ مشکوٰۃ کے بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدمؑ کے بیٹے بیشک تو مجھ سے ملے دنیا بھر کے گناہ لیکر پھر ملے مجھ سے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسی کو تو بیشک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر **ف** یعنی اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں، کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اسی میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے، پھر یوں سمجھے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو، تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اتنی ہی اس پر بخشش کرے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں، جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں، اور یہی حق ہے، اسلئے کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے، اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے، اور یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اس کے



تقصیروار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں۔ اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا، اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی، اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا، سو جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جاوے پھر جتنے گناہ اس سے ہوں گے سو بشریت کی راہ سے ہوں گے، یا بھول چوک کر، اور ان گناہوں کا ڈر اس کے دل پر گھر رہا ہوگا، اور ان سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا، اور بیشک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے، سو جوں جوں اس سے گناہ ہوں گے اسی کے موافق اس کی یہ حالت بڑھیگی، اور جسقدر کہ یہ حالت بڑھیگی اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی۔ سو یہ جان لینا چاہئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی۔ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے۔ جیسے رعیتی تقصیروار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خوشامدی سے۔ کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور۔

# اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ رَدِّ الْاِشْرَاکِ فِی الْعِلْمِ

ترجمہ فصل دوسری بیان میں برائی شرک فی العلم کی۔ **ف** یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انعام

ہیں کہ اسی پاس کنجیاں غیب کی ہیں نہیں جانتا ان کو مگر وہی **ف** یعنی جس طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتادی ہیں، جیسے آنکھ دیکھنے کو، کان سننے کو، ناک سونگھنے کو، زبان چکھنے کو، ہاتھ ٹٹولنے کو، عقل سمجھنے کو، اور وہ راہیں ان کے اختیار ہیں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں، جیسے جب کچھ دیکھنے کو جی چاہا تو آنکھ کھولدی نہ چاہا تو آنکھ بند کرلی، جس چیز کا مزہ دریافت کرنیکا ارادہ ہوا منھ میں ڈال لیا نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا، سو گویا کہ ان چیزوں کے دریافت کرنے کو کنجیاں اُن کو دی ہیں، جیسے جسکے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے اسی کے اختیار میں ہوتا ہے، جب چاہے تو کھولے۔ جب چاہے نہ کھولے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے، کسی ولیؒ و نبیؑ کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو، امام و امام زادہ کو بھوت و پری کو، اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں، بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔ سو یہ بھی اپنے ارادہ کے موافق نہ اُن کی خواہش پر، چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی۔ پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ



علیہ وسلم کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت کی، اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا، اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا، پھر کچھ حقیقت معلوم ہوئی، اور بہت فکر و غم میں رہے، پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتادیا، کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہؓ پاک ہیں۔ سو یقین یوں رکھنا چاہیے کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے۔ اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دی، اور کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھولکر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخشدے اسکا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب چاہوں اس سے غیب کی بات دریافت کرلوں، اور آئندہ باتوں کا معلوم کرلینا میرے قابو میں ہے سو وہ بڑا جھوٹا ہے، کہ دعویٰ خدائی کا رکھتا ہے۔ اور جو کوئی کسی نبیؑ ولیؒ کو یا جن و فرشتہ کو امام و امام زادے کو پیر و شہید کو یا نجومی و رمال کو یا جفار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن اسٹی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہوجاتا ہے۔ اور اس آیت سے منکر۔ اور یہ جو وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی و رمال یا برہمن یا شگونی کچھ کہدیتا ہے اور وہ اسی طرح ہوجاتا ہے اس سے ان کی غیب دانی ثابت ہوتی ہے سو یہ بات غلط ہے۔ اس واسطے کہ بہت سی باتیں ان کی غلط بھی ہوتی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے اختیار میں نہیں ان کی اٹکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط، اور یہی حال ہے استخارہ اور

کشف کا اور قرآن مجید کی فال کا۔ لیکن پیغمبروں کی وحی میں کبھی غلطی
نہیں پڑتی۔ سو وہ ان کے قابو میں نہیں، اللہ صاحب جو آپ چاہتا ہے
سو دیتا ہے ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی ✣

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ
اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ ترجمہ۔ کہا اللہ صاحب نے
سورۂ نمل میں کہ کہو نہیں جانتے وہ لوگ جو ہیں آسمانوں اور زمین میں
غیب کو مگر اللہ اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جاویں گے۔ **ف**
یعنی اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہدیں کہ غیب
کی بات سوائے اللہ صاحب کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ
کوئی چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ اور اس کی
دلیل یہ ہے کہ اچھے لوگ اور ہم سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آویگی۔
اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی؟ سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جو ان
کے اختیار میں ہوتا تو یہ بھی معلوم کر لیتے ✣✣

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۚ وَیُنَزِّلُ
الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ
غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ
خَبِیْرٌ ۝ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ لقمان میں بیشک اللہ
ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ
کہ مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا ہے کوئی کہ کیا کرے گا کل، اور



نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا، بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار۔
**ف** یعنی غیب کی باتوں کی سب خبریں اللہ ہی کو ہیں اور ان کا جان لینا
کسی کا قابو نہیں۔ چنانچہ قیامت کی خبر اس کا آنا بہت مشہور ہے، اور
نہایت یقینی، اس کے آنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں۔ پھر اور چیزوں کے
ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے؟ جیسے کسی کی فتح کسی کی شکست، کسی کا بیمار
ہونا کسی کا تندرست ہونا، کہ یہ باتیں نہ قیامت کے برابر مشہور ہیں، نہ ویسی
یقینی اور اسی طرح مینھ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں، حالانکہ اس کا
موسم بھی بندھا ہوا ہے اور اکثر ان موسموں پر برستا بھی ہے، اور سارے
نبی و ولی اور بادشاہ اور حکیم اس کی خواہش بھی رکھتے ہیں، سو اگر اس کے
وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ پا لیتا۔ پھر جو چیزیں کہ نہ ان کا
موسم بندھا ہوا ہے، اور سب لوگ ملکر ان کی خواہش رکھتے ہیں، جیسے کسی
شخص کا مرنا جینا، اولاد ہونی، یا غنی و فقیر ہونا، یا فتح و شکست ہونی، تو
ایسی چیزوں کی خبر کی راہ کیونکر پا سکیں؟ اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے
پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جان سکتا۔ کہ ایک ہے یا دو، نر ہے
یا مادہ، کامل ہے یا ناقص، خوبصورت ہے یا بدصورت، حالانکہ حکیم لوگ
ان سب چیزوں کے اسباب لکھتے ہیں۔ پر کسی کا حال بالخصوص نہیں جانتے،
تو اور چیزیں کہ آدمی میں چھپی ہیں جیسے خیالات اور ارادے اور نیتیں
اور ایمان اور نفاق تو وہ کیونکر جان سکیں؟ اور اسی طرح جب کوئی
اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرونگا؟ تو اور کسی کا کیونکر جان سکے؟

اور جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو اور کسی کے مرنے کی جگہ یا وقت کیونکر جان سکے؟ غرضکہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں، کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے، کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے، کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے، کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے، کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے، یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز۔ ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہئے، لیکن جو شخص آپ دعویٰ غیب دانی کا نہ رکھتا ہو، اور غیب کی بات معلوم کرنیکا اختیار نہ رکھتا ہو، بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ کچھ بات کبھی اللہ کی طرف سے مجھکو معلوم ہو جاتی ہے، سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہوں تو معلوم کرلوں، یا جب میں چاہوں تو دریافت کرلوں۔ تو یہ بات ہوسکتی ہے شاید وہ سچا ہو یا مکار ہو۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ؁

ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ احقاف میں اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اُن کے پکارنے سے غافل ہیں۔ **ف** یعنی شرک کرنیوالے بڑے احمق ہیں، کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں کہ اول تو وہ اُن کا پکارنا سنتے ہی نہیں، اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے، اگر کوئی قیامت تک



ان کو پکارے تو وہ کچھ نہیں کرسکتے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں، اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یاحضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے، اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا، اس واسطے کہ اُن سے حاجت نہیں مانگی، بلکہ دعا کروائی ہے، سو یہ بات غلط ہے۔ اس واسطے کہ گو اس کے مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جب ہی ان کو اس طرح سے پکارا، حالانکہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ؁ ترجمہ اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں کہہ کہ نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع اور نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ۔ اور جو جانتا میں غیب، تو بیشک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھکو کچھ برائی۔ میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور خوشخبری سنانے والا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں۔ **ف** یعنی سب انبیا و اولیا کے سردار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اور لوگوں نے اُنہی کے بڑے بڑے معجزے دیکھے۔ اُنہی سے

سب اسرار کی باتیں سیکھیں، اور سب بزرگوں کو اُنہی کی پیروی سے
بزرگی حاصل ہوئی، تو اس لئے اُنہی کو اللہ صاحب نے فرمایا، کہ اپنا حال
لوگوں کے آگے صاف بیان کردیں، تا سب لوگوں کا حال معلوم
ہو جاوے، سو انھوں نے بیان کردیا، کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ
غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی
نفع و نقصان کا مالک نہیں، تو دوسرے کا کیا کر سکوں؟ اور غیب دانی
اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا، اور اگر
بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا، اور اگر بُرا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس
میں قدم رکھتا؟ غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں۔ اور کچھ خدائی
کا دعویٰ نہیں رکھتا۔ فقط پیغمبری کا دعویٰ ہے، اور پیغمبر کا صرف اتنا ہی
کام ہے کہ بُرے کام پر ڈراوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے،
سو یہ بھی اُنہی کو فائدہ کرتی ہے کہ جن کے دل میں یقین ہے، اور دل
میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں، وہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اس
آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاؑ و اولیاؒ کو جو اللہ نے سب لوگوں سے
بڑا بنایا ہے، سو اُن میں یہی بڑائی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔
اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔
اور اللہ اُن کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے، بہت لوگ اس سے سیدھی راہ
پر ہو جاتے ہیں، اور اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم
میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں، یا



اولاد دیویں، یا مشکل کھول دیویں، یا مرادیں پوری کر دیویں، یا فتح و شکست
دیویں، یا غنی اور فقیر کر دیویں، یا کسی کو بادشاہ کر دیویں، یا کسی کو امیر و
وزیر، یا کسی سے بادشاہت یا امارت چھین لیویں، یا کسی کے دل میں
ایمان ڈال دیویں، یا کسی کا ایمان چھین لیویں، یا کسی بیمار کو تندرست
کر دیویں، یا کسی سے تندرستی چھین لیویں، کہ ان باتوں میں سب بندے
بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ اور اسی طرح کچھ اس بات
میں بھی ان کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار
میں دیدی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں، یا جس غائب
کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں، کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا، یا کس شہر میں ہے؟
یا کس حال میں، یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں، کہ
فلانے کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی؟ یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا
یا نہ ہوگا؟ یا اس لڑائی میں فتح پاویگا یا شکست؟ کہ ان باتوں میں بھی بندے
بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان، سو جیسے سب لوگ
کبھی کچھ بات عقل سے یا قرینہ سے کہدیتے ہیں، پھر کبھی ان کی بات موافق
پڑ جاتی ہے کبھی اس میں چُوک پڑ جاتی ہے، اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات
عقل اور قرینہ سے کہتے ہیں، سو اس میں کبھی درست ہو جاتی ہے کبھی چوک،
ہاں مگر جو اللہ کی طرف سے وحی یا الہام ہو سو اس کی بات نرالی ہے مگر
وہ اُن کے اختیار میں نہیں ✦

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ جَآءَ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَّنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب اِعْلَانِ النِّکَاحِ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع ؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری، پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس۔ سو وہیں شروع کیا کچھ چھوکریوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے آبا بدر میں۔ سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔ **ف** یعنی ربیع ؓ ایک بی بی تھیں انصار میں سے، اُن کی شادی میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن کے پاس آن بیٹھے، سو اُن لوگوں کی کئی چھوکریاں کچھ گانے لگیں کہ اس میں پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات کہی کہ اُن کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں، سو اس کو پیغمبر خدا نے منع کیا۔ اور فرمایا کہ یہ بات مت کہہ اور جو کچھ پہلے گاتی تھیں وہی گائے جاؤ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیاء و اولیا یا امام یا شہید کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے، اور



نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے۔ اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یا اور انبیا اولیا یا بزرگوں یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں۔ اور خدا کے اوصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا۔ چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سنکر پسند کرے ✤

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ مَنْ اَخْبَرَکَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْیَۃَ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب رُؤْیَۃِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھکو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا **ف** یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں، اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انہی پانچ میں داخل ہیں، سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے۔ یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے۔ اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے۔ سو وہ بڑا

جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں ✦

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ لَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاءؓ نے کہ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں، اور پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھسے اور کیا تم سے؟ ف یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی، کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا برا، سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کرلینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے ✦

# اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ ذِكْرِ رَدِّ الْإِشْرَاكِ فِي التَّصَرُّفِ

ترجمہ فصل تیسری اشراک فی التصرف کی برائی کے بیان میں۔ ف یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی التصرف کی برائی ثابت ہوتی ہے ✦ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۝ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مومنون میں کہہ کون ہے



وہ شخص جس کے ہاتھوں میں ہے قابو ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی نہیں حمایت کرتا جو جانتے ہو، وہی کہدیں گے کہ اللہ ہی ہے، کہ پھر کہاں سے خبط میں پڑ جاتے ہو؟ ف یعنی جس سے پوچھے کہ ایسی شان کس کی ہے؟ کہ ہر چیز اس کے قابو میں ہے؟ جو چاہے سو کر ڈالے، اس کا ہاتھ کوئی پکڑ نہ سکے؟ اور اس کی حمایت میں کوئی ہاتھ ڈال نہ سکے؟ اور اس کے تقصیروار کو کہیں پناہ نہ مل سکے؟ اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت چل نہ سکے؟ سو ہر کوئی یہی جواب دیگا کہ ایسی شان اللہ کی ہے، سو سمجھنا چاہیئے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں۔ اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھکر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھکر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے ✦

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ إِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ إِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ أَحَدٌ وَّلَنْ أَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ جن میں کہہ کہ بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارے کچھ نقصان کا نہ فائدے کا۔ کہہ کہ بیشک مجھکو ہرگز نہ بچاویگا اللہ سے کوئی۔ اور ہرگز نہ پاؤں گا ورے اس کے کوئی بچاؤ۔ ف

یعنی اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگوں کو سُنا دیویں کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں۔ اور تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے سو اُس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا، کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب۔ سو جو ہم چاہیں سو کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچا لیگا۔ کیونکہ یہ بات محض غلط ہے اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی کہیں بچاؤ نہیں جانتا۔ سو دوسرے کو کیا بچا سکوں؟ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیروں شہیدوں کی حمایت پر بھروسا کر کے اللہ کو بھول جاتے اور اس کے احکام کی تعظیم نہیں کرتے محض گمراہ ہیں کہ سب پیروں کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے اس کی رحمت کے سوائے کسی طرح اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے، پھر اور کسی کا تو کیا ذکر ہے؟ ؂

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَھُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نحل میں اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہیں اختیار رکھتے ان کی روزی کا آسمانوں سے اور نہ زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے۔ **ف** یعنی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں ایسے لوگوں کی کہ ان کا کچھ اختیار نہیں اور ان کی روزی پہنچانے میں کچھ دخل نہیں رکھتے نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے کچھ اُگا دیں اور



ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاؑ و اولیاؑ یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرّف کرنے کی قدرت تو ہے، لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں، اور اس کے ادب سے دم نہیں مارتے، اگر چاہیں تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں، لیکن شرع کی تعظیم کر کے چپ بیٹھے ہیں۔ سو یہ بات سب غلط ہے۔ بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں ؂

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یونس میں اور مت پکار ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہ فائدہ دیویں تجھکو نہ نقصان۔ سو اگر کیا تو نے یہ تو بیشک تو بے انصاف ہے **ف** یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے ؂ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَھُمْ فِیْھِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُمْ مِّنْ ظَھِیْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ ۝ حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ۝ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ سبا میں کہ کہہ بھلا پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو ورے اللہ سے، سو وہ نہیں اختیار رکھتے

ایک ذرہ بھر آسمانوں میں نہ زمین میں، اور نہیں ان کا دونوں میں کچھ ساجھا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو، اور نہیں کام آتی سفارش اس کے روبرو مگر جس کو پروانگی دے، یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے ہیں حق اور وہی ہے بلند اور بڑا۔ **ف** یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور مشکل کے وقت پکارتا ہے، اور وہ اس کی حاجت روا کر دیتا ہے۔ سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے کہ یا تو وہ خود مالک ہو، یا مالک کا ساجھی، یا مالک پر اس کا دباؤ ہو، جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے کیونکہ وہ اس کے بازو ہیں، اور اس کی سلطنت کے رکن، ان کے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے، یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اسکی سفارش خواہ نخواہ قبول کر لے، پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہزادی یا بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا۔ سو چار و ناچار ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے۔ سو جن کو اللہ کے سوا یہ لوگ پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو نہ وہ مالک ہیں آسمان اور زمین میں ایک ذرہ بھر چیز کے۔ اور نہ کچھ ان کا ساجھا ہے، اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں۔ اور نہ اس کے بازو، کہ ان سے دب کر ان کی بات مان لے۔ اور نہ بغیر پروانگی سفارش کر سکتے ہیں کہ خواہ نخواہ اس سے دلوا دیں۔ بلکہ اس کے دربار میں اُن کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ اور ادب



و دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے، بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے، اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ پھر بات اُلٹنے کا تو ذکر کیا؟ اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت؟ اس جگہ ایک بات بڑے کام کی ہے، اس کو کان رکھ کر سن لینا چاہیے۔ کہ اکثر لوگ انبیا و اولیا کی شفاعت پر بہت پھول رہے ہیں، اور اس کے معنی غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں۔ سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیے۔ سو سُننا چاہیے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو، اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جائے اور کوئی امیر و وزیر اس کو اپنی سفارش سے بچا لیوے، تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اُس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے، اور اس کی آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے، اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے، اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے، سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصے کو تھام لینا، اور ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجیے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں، اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے، اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں، یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی، سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اور جو کوئی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی
جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے، سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل۔ کہ
اُس نے خدا کے کچھ معنی ہی نہیں سمجھے۔ اور اس مالک الملک کی قدر کچھ
نہ پہچانی۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے
چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک
اُلٹ پلٹ کر ڈالے۔ اور ایک اور ہی عالم اس جگہ قائم کرے۔ کہ اس کے
محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے۔ کسی کام کے واسطے کچھ اسباب
اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے
اور آدمی اور جن بھی سب ملکر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں، تو اُس
مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب کچھ رونق بڑھ نہ جاوے گی۔
اور جو سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جاویں۔ تو اس کی کچھ رونق گھٹنے
کی نہیں۔ وہ ہر صورت سے بڑوں کا بڑا ہے، اور بادشاہوں کا بادشاہ، اس کا
نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے، اور نہ کچھ سنوار سکے، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ
زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا
سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے، اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے، اور بادشاہ
اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے تو اس کو شفاعت
محبت کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی
اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے



اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہو گا۔ اس قسم
کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں۔ اور جو کوئی کسی کو اس
جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا
کہ اول مذکور ہو چکا۔ وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے، اور
کسی کو حبیب کا، اور کسی کو خلیل کا، اور کسی کو کلیم کا، اور کسی کو روح اللہ وجیہ کا،
خطاب بخشے۔ اور کسی کو رسول کریم، اور مکین، اور روح القدس، اور روح الامین،
فرماوے، مگر پھر مالک مالک ہے اور غلام غلام۔ کوئی بندگی کے رتبے سے
قدم باہر نہیں رکھ سکتا۔ اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا۔ جیسا اُس
کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے۔ ویسا ہی اُس کی ہیبت سے رات
دن زہرہ پھٹتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہو گئی، مگر
وہ ہمیشہ کا چور نہیں، اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا، مگر نفس
کی شامت سے قصور ہو گیا، سو اُس پر شرمندہ ہے، اور رات دن ڈرتا ہے،
اور بادشاہ کی آئین کو سر و آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے
اور لائق سزا کے جانتا ہے، اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و وزیر کی پناہ
نہیں ڈھونڈتا۔ اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا، اور رات
دن اُسی کا منھ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماوے؟ سو
اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے، مگر آئین
بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کرتا، کہ کہیں لوگوں
کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے، سو کوئی امیر و

وزیر اس کی مرضی پاکر اُس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے، اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کرکے اُس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے، سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اسلئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا، یا اس کی حمایت اُس نے اٹھائی، بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھکر، کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے، نہ چوروں کا تھانگی، جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے، تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے، اُس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں - یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے، سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے، اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے معنیٰ یہی ہیں۔ سو ہر بندے کو چاہئے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے، اور اسی سے ڈرتا رہے، اور اسی کی التجا کرتا رہے، اور اسی کے روبرو اپنے گناہوں کا قائل رہے، اور اس کو اپنا مالک بھی سمجھے، اور حمایتی بھی، اور جہاں تک خیال دوڑائے اللہ کے سوائے کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے، اور کسی کی حمایت پر بھروسا نہ کرے، کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہے، سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھولدے گا، اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخشدے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا، غرضکہ جیسی اپنی ہر حاجت اسی کو سونپا چاہیے، اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے، جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے، نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا کیجئے، اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکاریئے،



اور اس کو اپنا حمایتی سمجھکر اصل مالک کو بھول جائے، اور اس کے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجئے، اور اسی اپنے حمایتی ٹھہرائے ہوئے کی راہ و رسم کو مقدم سمجھئے، کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے۔ اور سارے نبی اور ولی اُس سے بیزار ہیں۔ وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے بلکہ غصہ ہو جاتے ہیں، اور اسلئے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی تو بزرگی یہی تھی کہ اللہ کی خاطر کو سب جورو بیٹی مرید شاگرد، نوکر، غلام یار آشنا کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے، اور جب یہ لوگ اللہ کے خلاف مرضی ہوتے تھے تو وہ ان کے بھی دشمن ہو جاتے تھے، پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کیا ہیں؟ کہ وہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اس کی خلاف مرضی ان کی طرف سے اس کے حضور میں جھگڑنے بیٹھیں گے۔ بلکہ بات تو یوں ہے کہ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ اُن کی شان ہے، جس کے حق میں اللہ کی خوشی یوں ہی ٹھہری کہ اُس کو دوزخ ہی میں بھیجے تو وہ اور دو چار دھکے دینے کو تیار رہیں ✢

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰٓی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰہُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰٓی اَنْ یَّضُرُّوْكَ

بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ
وَجَفَّتِ الصُّحُفُ ٭ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عباسؓ نے کہ تھا میں پیچھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دن، سو فرمایا اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو کہ وہ یاد رکھے گا تجھکو، یاد رکھ اللہ کو کہ پاوے گا تو اُس کو اپنے روبرو، اور جب مانگے تو کچھ تو مانگ اللہ ہی سے، اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ ہی سے، اور یہ یقین سمجھ لے کہ بے شک سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ کچھ فائدہ پہنچا دیں تجھکو تو فائدہ نہ پہنچا سکیں گے مگر جتنا کہ لکھدیا اللہ نے تیرے حق میں۔ اور جو اکٹھے ہوویں اس پر کہ نقصان پہنچاویں تجھکو کچھ، تو نہ نقصان پہنچا سکیں گے مگر وہی کہ لکھدیا ہے اللہ نے تجھ پر، اٹھائی گئی قلم اور سوکھ گیا کاغذ ٭ **ف** یعنی اللہ صاحب گو کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے، پر اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں، کہ کوئی رعیتی بہتیرا ہی التجا کرے اُس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے، اس لئے رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں، تاکہ انھیں کی خاطر سے التجا قبول ہووے، بلکہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے، وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں، جو اُس کو یاد رکھے وہ آپ بھی اس کو یاد رکھتا ہے، کوئی سفارش کرے یا نہ کرے، اور اسی طرح گو کہ وہ سب چیز سے پاک ہے، اور



سب سے بلند تر اور بادشاہوں کا سا دربار نہیں، کہ کوئی رعیتی لوگ وہاں پہنچ نہ سکیں، اور امیر و وزیر ہی رعیت پر حکم چلاویں، اور رعیت کے لوگوں کو اُنہی کا ماننا ضرور پڑے، اور انہی کا دربار کرنا پڑے، بلکہ اپنے بندوں سے بہت نزدیک ہے، جو ادنی بندہ اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ ہووے، تو وہیں اس کو اپنے مُنہ کے آگے پاوے۔ وہاں اپنی غفلت ہی کے سوا اور کچھ پردہ نہیں۔ جو کوئی کچھ اُس سے دور ہے سو اپنی غفلت کے سبب سے دور ہے، اور وہ سب سے نزدیک۔ پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو پکارتا ہے کہ وہ اُس کو اللہ سے نزدیک کر دیویں، سو یہ نہیں سمجھتا ہے کہ پیر و پیغمبر تو اُس سے دُور ہیں، اور اللہ نہایت نزدیک۔ سو یہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک رعیتی آدمی اپنے بادشاہ کے پاس اکیلا بیٹھا ہے، اور وہ بادشاہ اسی کی عرض سننے کو متوجہ ہے، پھر وہ رعیتی کسی امیر و وزیر کو کہیں دور سے پکارے، کہ تو میری طرف سے فلانی بات بادشاہ کے حضور میں عرض کر دے، سو وہ یا اندھا ہے یا دیوانہ، اور فرمایا کہ ہر مراد اللہ ہی سے مانگے، اور ہر مشکل میں اسی کی مدد چاہے، اور یہ یقین سمجھ لیجئے کہ قلمِ تقدیر ہرگز نہیں پھرتا اور لکھا ہرگز نہیں ٹلتا، پھر اگر سارے جہان کے بڑے اور چھوٹے ملکر چاہیں، کہ کسی کو کچھ نفع و نقصان پہنچائیں اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیا کو اللہ نے یہ طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں۔

جس کی تقدیر میں اولاد نہیں اُس کو اولاد دیدیں جس کی عمر تمام ہو چکی ہو
اُس کی عمر بڑھا دیویں، سو یہ بات کچھ صحیح نہیں۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے
کہ اللہ اپنے ہر بندہ کی کبھی دعا قبول بھی کر لیتا ہے، اور انبیاؑ و اولیاؒ
کی اکثر، مگر دعا کی توفیق دینا بھی اُسی کے اختیار میں ہے۔ اور قبول
کرنا بھی، اور دعا بھی کرنی اور مراد بھی ملنی دونوں باتیں تقدیر میں
لکھی ہیں، تقدیر سے باہر کوئی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا، اور کچھ کام
کرنے کی قدرت نہیں۔ ہر بندہ بڑا ہو یا چھوٹا نبی ہو یا ولی سوائے اس
کے کہ اللہ سے مانگے اور اس کی جناب میں دعا کرے، کچھ اور طاقت
نہیں رکھتا، پھر وہ مالک مختار ہے چاہے اپنی مہربانی کی راہ سے قبول
کرے چاہے اپنی حکمت کی راہ سے قبول نہ کرے ✣

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ لِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃً
فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَہُ الشُّعَبَ کُلَّھَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ بِاَیِّ وَادٍ اَھْلَکَہٗ
وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ الشُّعَبَ ○ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب
التَّوَکُّلِ وَالصَّبْرِ میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن العاصؓ
نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ بیشک
آدمی کے دل کی ہر میدان کی طرف راہ ہے، سو جو کوئی پیچھے
ڈالے اپنے دل کو سب راہوں کے تو کچھ پرواہ نہیں رکھتا اللہ کہ کسی
جنگل میں تباہ کردے اُس کو، اور جو کوئی بھروسا کرے اللہ پر تو وہ



کفایت کرتا ہے اُس کو سب راہوں کی۔ **ف** یعنی جب آدمی کو کسی
چیز کی طلب ہوتی ہے یا کوئی مشکل اَڑ جاتی ہے تو اس کے دل میں ہر
طرف خیال دوڑتے ہیں، کہ فلانے پیغمبر کو پکاریئے، فلانے امام
کی مدد چاہیئے، فلانے پیر شہید کی منت مانیئے، فلانی پری کو مانیئے
فلانے نجومی یا رمّال سے پوچھیئے فلانے مُلّا سے فال کُھلوایئے،
پھر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے پڑتا ہے تو اللہ اس سے اپنی قبولیت
کی نگاہ پھیر لیتا ہے، اور اُس کو اپنے سچے بندوں میں نہیں رکھتا، اور
اللہ کی تربیت اور ہدایت کی راہ اُس کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے،
اور وہ اسی طرح اُن خیالات کے پیچھے دوڑتا ہی دوڑتا تباہ ہو جاتا
ہے، کوئی دہریا ہو جاتا ہے کوئی ملحد کوئی مشرک ہو جاتا ہے کوئی سب
سے منکر۔ اور جو کوئی اللہ ہی پر بھروسا کرتا ہے اور کسی خیال کے پیچھے
نہیں پڑتا، سو اللہ اس کو اپنے مقبول لوگوں میں گِن رکھتا ہے، اور اس
پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے، اور اس کے دل کو چین اور آرام ایسا
بخشدیتا ہے کہ خیالات باندھنے والوں کو ہرگز میسر نہیں ہوتا، اور جو
کچھ جس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ اُس کو مل ہی رہتا ہے، مگر خیالات
باندھنے والا مفت رنج کھینچتا ہے۔ اور توکل کرنے والا چین و آرام
سے پالیتا ہے ✣

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَسْأَلْ اَحَدُکُمْ رَبَّہٗ حَاجَتَہٗ

كُلَّهَا حَتّٰى يَسْئَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْئَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهٖ إِذَا انْقَطَعَ
ترجمہ مشکوٰۃ کی کِتَابُ الدَّعَوَاتِ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کسی کو چاہئے اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے، یہانتک کہ نون بھی اسی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ جب ٹوٹ جاوے وہ بھی اسی سے مانگے۔

**ف** یعنی اللہ صاحب کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھے، کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہیں، اور چھوٹے چھوٹے کام نوکروں اور چاکروں کو حوالہ کردیتے ہیں، سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا کرنی ضرور پڑتی ہے۔ سو اللہ کے یہاں کا کارخانہ یوں نہیں، بلکہ وہ ایسا قادرِ مطلق ہے کہ آپ ہی ایک ہی آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کرسکتا ہے، اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں، سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنی چاہئے، کیونکہ اور کوئی نہ چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔

وَأَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ۝ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَابَتَهٗ فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا أَوْ قَالَ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ



شَيْئًا وَيَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ هَاشِمٍ أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ فَإِنِّيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۝

ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْخِلَافَةِ وَالْإِمَارَةِ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہؓ نے کہ جب اتری یہ آیت کہ ڈراوے تو اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہیں تجھ سے، تو پکارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناتے والوں کو پھر اکٹھا کرکے پکارا اور جدا جدا بھی، سو فرمایا اے اولاد کعب بن لوئی کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے ہاں کچھ۔ یا یوں فرمایا کہ بیشک میں نہیں کام آنے کا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اور اے اولاد مرہ بن کعب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اے اولاد عبد الشمس کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بیشک میں نہ کام آؤنگا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد عبد مناف کی بچاؤ تم اپنی جان کو آگ سے کیونکہ بے شک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اور اے اولاد بنی ہاشم

کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بے شک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اور اے اولاد عبدالمطلب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے، کیونکہ بے شک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ، اور اے فاطمہؓ بچا تو اپنی جان کو آگ سے، مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال، نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ ✤

**ف** یعنی اور لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں، اُن کو اس کی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اُس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں۔ سو اس لئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا، کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے۔ سو انھوں نے سب کو بلکہ اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا، کہ قرابت کا حق ادا کرنا اُسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو، سو میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں۔ اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے، وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے۔ اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی، جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا ✤

## اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِیْ ذِکْرِ رَدِّ الْاِشْرَاکِ فِی الْعِبَادَۃِ



ترجمہ چوتھی فصل اشراکٌ فِی العِبادۃ کی برائی کے بیان میں۔ **ف** یعنی عبادت کہتے ہیں اُن کاموں کو کہ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے واسطے اپنے بندوں کو بتلائے ہیں سو اس فصل میں مذکور ہے کہ قرآن و حدیث میں اللہ کی تعظیم کے لوگوں کو کون کون سے کام بتائے ہیں؟ تاکہ اور کسی کے لئے وہ کام نہ کیجئے کہ شرک لازم آوے ✤

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۔

ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ ہود میں کہ بے شک ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا یہ بات کہنے کو کہ بیشک میں تم کو ڈرانیوالا صاف ہوں، یہ کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی، بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر دکھ کے دن کی مار سے۔ **ف** یعنی مسلمان اور کافروں میں مقابلہ حضرت نوحؑ ہی کے وقت سے شروع ہوا ہے، سو جب ہی سے اس بات پر مقابلہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ کی سی تعظیم اور کی نہ چاہیئے، اور جو کام اس کی تعظیم کے ہیں وہ اوروں کے واسطے نہ کیجئے ✤

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۔ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فُصِّلَتْ میں کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو، اور سجدہ کرو اللہ کو کہ جس نے پیدا کیا اُن کو جو تم اُسی کے

بندے بننا چاہتے ہو۔ **ف** یعنی جو آدمی چاہے کہ اللہ ہی کا بندہ بنے، تو سجدہ اسی کو کرے اور کسی چاند و سورج کو نہ کرے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین میں یوں ہی فرمایا ہے کہ سجدہ کرنا حق خالق ہی کا ہے سو کسی مخلوق کو نہ کیا جاوے، کہ مخلوق ہونے میں چاند اور سورج اور نبی اور ولی برابر ہیں، جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے، جیسے فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو کیا، اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو، تو ہم بھی ایسے کسی بزرگ کو کرلیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ سو یہ بات غلط ہے۔ آدمؑ کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہئے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کرلیں۔ اور اصل بات یہی ہے کہ بندے کو اللہ کا حکم ماننا چاہئے جب اس نے جو حکم فرمایا اس کو جان و دل سے قبول کرلینا چاہئے، اور حجت نہ نکالے کہ اگلے لوگوں پر تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں ہوا؟ ایسی حجتیں لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے ملک میں ایک مدت تک ایک حکم جاری کیا پھر بعد اس کے ایک اور حکم جاری کیا۔ پھر جو کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم پہلے ہی حکم پر چلے جاویں گے پچھلا حکم نہیں مانتے، تو وہ بھی باغی ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ہ وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ



عَلَیْہِ لِبَدًا ہ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا ہ

ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ جن میں اور بیشک سجدے اللہ ہی کو ہیں سو نہ پکارو ساتھ اللہ کے کسی اور کو، اور یہ کہ جب کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا کہ پکارے اس کو تو لوگ قریب ہے کہ ہو جاویں اس پر ٹھٹھ، کہہ کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں شریک سمجھتا اس کا کسی کو۔ **ف** یعنی جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک دل سے اس کو پکارتا ہے تو بیوقوف لوگ یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ تو بڑا بزرگ ہو گیا۔ یہ جس کو جو چاہے سو دلوئے جس سے جو چاہے چھین لے سو اس بات کی امید کر کے اس پر ہجوم کرتے ہیں۔ سو اس بندے کو چاہئے کہ سچی بات بیان کردے۔ کہ مشکل کے وقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے، اور نفع اور نقصان کی امید رکھنی اسی سے چاہئے، کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے، اور شریک اور شرک سے میں بیزار ہوں، سو جو کوئی یہ چاہے کہ یہ معاملہ مجھ سے کرے اور میں اس سے راضی ہوں یہ ہرگز ممکن نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آداب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام جپنا انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ہ لِّیَشْہَدُوْا مَنَافِعَ

لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ حج میں کہ خبر کردے لوگوں میں حج کی کہ چلے آویں گے تیرے پاس پیادے اور دُبلے دُبلے اونٹوں پر کہ چلے آتے ہیں دُور دُور کے رستے سے، کہ آپہونچیں اپنے فائدوں کی جگھوں میں اور یاد کریں اللہ کا نام کئی معین دنوں میں، اس چیز پر کہ دیا ہے اُس نے ان کو مواشی چوپایوں میں سے، سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو، پھر چاہیے کہ تمام کریں میل کچیل اپنا اور پوری کریں منتیں اپنی اور طواف کریں اس قدیم گھر کا۔ **ف** یعنی اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لئے بعضے بعضے مکان ٹھہرائے ہیں، جیسے کعبہ اور عرفات اور مزدلفہ اور منا اور صفا اور مروہ اور مقام ابراہیم اور ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ سارا حرم۔ اور لوگوں کے دل میں وہاں کے جانے کا شوق ڈالدیا ہے کہ ہر طرح سے خواہ سوار ہو خواہ پیادہ دُور دُور سے قصد کرتے ہیں، اور رنج اور تکلیف سفر کی اٹھا کے میلے کچیلے ہوکر وہاں پہونچتے ہیں۔ اور اس کے نام پر وہاں جانور ذبح کرتے ہیں، اور اپنی منتیں ادا کرتے ہیں، اور اس کا طواف کرتے ہیں، اور اپنے مالک کی تعظیم جو دل میں بھر رہی ہے وہاں جاکر خوب نکلتے ہیں، کوئی چوکھٹ کو چومتا ہے، کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہا ہے، کوئی غلاف پکڑے ہوئے التجا



کر رہا ہے، کوئی اس کے پاس اعتکاف کی نیت سے بیٹھکر رات دن اللہ کی یاد میں مشغول ہے، کوئی ادب سے کھڑا اسکو دیکھ ہی رہا ہے۔ غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کے کرتے ہیں، اور اللہ اُن سے راضی ہے، اور ان کو دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، سو اس قسم کے کام کسی اور کی تعظیم کے لیے نہ کرنا چاہئیں۔ اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا، اور سفر کی رنج و تکلیف اُٹھا کر میلے کچیلے ہوکر وہاں پہنچنا، اور وہاں جاکر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی، اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا، اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا۔ گھاس نہ اُکھاڑنا اور اسی قسم کے کام کرنے، اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی، یہ سب شرک کی باتیں ہیں ان سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کیا چاہیے، کسی مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اس سے یہ معاملہ کیجیے ✤ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کی کرکے **ف** یعنی جیسے سور اور لہو اور مردار ناپاک و حرام ہے، ایسا ہی وہ جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے، کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھہرایا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھہرائے وہ جانور حرام ہے، اور ناپاک۔ اس آیت میں کچھ اس بات کا مذکور نہیں، کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت

کسی مخلوق کا نام لیجیے جب حرام ہو، بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا، کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدّو کا ہے، سو وہ حرام ہو جاتا ہے، پھر کوئی جانور مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجیے، ولی کا یا نبی کا باپ کا یا دادے کا بھوت کا یا پری کا سب حرام ہے، اور ناپاک، اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے ؁

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْہَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِہَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۝ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ۝ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ۝ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یوسف میں کہ حضرت یوسفؑ نے قید خانے میں اور قیدیوں سے کہا اے رفیقو قید خانے کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہیں؟ یا اللہ ایک زبردست؟ نہیں مانتے ہو تم ورے اس کے مگر کئی ناموں کو کہ ٹھہرائے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے، نہیں اتاری اللہ نے ان کی کچھ سند نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے، اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوائے مت مانیو، یہ ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ف یعنی اول تو غلام کے حق میں کئی مالک کا ہونا بہت نقصان کرتا ہے، بلکہ ایک مالک زبردست چاہیے،



کہ سب مراد اس کی پوری کر دے اور سب کاروبار اس کے بنا دے۔ اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں، وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں، بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں، کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے، اور دانا اُگانا کسی اور کے، اور اولاد کوئی اور دیتا ہے، اور تندرستی کوئی اور، پھر آپ ہی اُن کے نام ٹھہرا لیتے ہیں، فلانے کام کے مختار کا نام یہ، اور فلانے کا یہ، پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں، اور ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں، پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہوتی ہے، حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات میں ہیں۔ کچھ اُن کی حقیقت نہیں، وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی ہے، اور نہ کسی کا یہ نام، اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں، سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک و مختار نہیں، جو ان کاموں کا مختار ہے اُس کا نام اللہ ہے، محمد یا علیؓ نہیں۔ اور جس کا نام محمد یا علیؓ ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ سو ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علیؓ ہو اور اس کے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں۔ بلکہ محض اپنا خیال ہے۔ سو اس قسم کے خیال باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا۔ اور کسی کا حکم اس کے مقابل معتبر نہیں۔ بلکہ اللہ نے تو ایسے خیال باندھنے سے منع کیا ہے، اور وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہووے؟ یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلیے اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں ہرگز

نہ مانئے، لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے، بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ ورسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا، یہ بھی انہی باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کیواسطے ٹھہرائی ہیں، پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے، تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے، سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے، سو جو کوئی کسی امام کی، یا مجتہد کی، یا غوث وقطب کی، یا مولوی ومشائخ کی، یا باپ دادوں، یا کسی بادشاہ ووزیر کی، یا پادری وپنڈت کی بات کو اور ان کی راہ ورسم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے مقدم سمجھے، اور آیت وحدیث کے مقابل میں پیر واستاد کے قول کی سند پکڑے، یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہی کا حکم ہے، ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے، اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے، بلکہ اصل حاکم اللہ ہے، اور پیغمبر خبر دینے والا ہے، پھر جو کسی کی بات اس کی خبر کے موافق ہو تو مانئے اور جو موافق نہ ہو تو نہ مانئے ❖

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ؁ مشکوٰۃ کے بَابُ الْقِیَامِ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہؓ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو خوش آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اُس کے روبرو، سو ٹھہرالیوے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں۔ **ف** یعنی جو شخص چاہے کہ اس کے روبرو لوگ ہاتھ باندھکر ادب سے کھڑے رہیں، نہ ہلیں نہ جلیں، نہ بولیں نہ ادھر اودھر دیکھیں، بلکہ تصویر کی طرح بنجاویں، سو وہ شخص دوزخی ہے، کیونکہ وہ شخص خدائی کا دعوی رکھتا ہے، جو تعظیم کہ اللہ کی خاص ہے، کہ اس کے بندے اس کے روبرو نماز میں ہاتھ باندھ کے ادب سے کھڑے ہوتے ہیں، وہی اپنے لئے چاہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا انہی کاموں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کیلئے ٹھہرائے ہیں، سو اور کسی کے لئے نہ کیا چاہیے ❖



اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیَ الْاَوْثَانَ ؁ ترجمہ مشکوٰۃ شریف کی کِتَابُ الْفِتَنِ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا ثوبانؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں آنے کی قیامت یہانتک کہ ملجاویں کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں، اور یہانتک کہ پوجنے لگیں کئی قومیں میری امت میں سے تھانوں کو ❖

**ف** یعنی شرک دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے، اس کو عربی زبان میں صنم کہتے ہیں، اور دوسرے یہ کہ

کسی تھان کو مانے یعنی کسی مکان کو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسی کے نام کا ٹھہرا کر پوجے، اسکو زبان عربی میں وثن کہتے ہیں اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلّہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدّہ اور امام قاسم اور پیر دستگیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ۔ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔ اور اسی طرح شہید کے نام کا طاق اور نشان اور توپ۔ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں اور اس کی قسم کھاتے ہیں۔ اور اسی طرح بعضے مکان مرضوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسے سیتلا کا تھان یا مسانی یا بھوانی کا یا کالی کا یا لکا کا یا برہای کا۔ غرضکہ یہ سب وثن ہیں۔ سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے نزدیک مشرک ہو جائیں گے ان کا شرک اسی قسم کا ہوگا کہ ایسی چیزوں کو مانیں گے۔ برخلاف اور مشرکوں کے۔ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہیں۔ یعنی مورتوں کو مانتے ہیں، سو دونوں مشرک ہیں، اللہ سے پھرے ہوئے رسولؐ کے دشمن ✣

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْرَجَ صَحِیْفَۃً فِیْھَا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ ترجمہ مشکوۃ کے کتاب الصَّیْدِ وَالذَّبَائِحِ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابی الطفیلؓ نے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب نکالی اسمیں یوں لکھا تھا،



کہ لعنت کری اللہ نے اس شخص کو کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے ✣

ف۔ یعنی جو کوئی اللہ کے سوائے کسی اور کے نام کا کوئی جانور کرے، سو وہ ملعون ہے۔ حضرت علیؓ نے ایک کتاب میں کئی حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھ رکھی تھیں سو ان ہی میں کی یہ بھی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے نام کا جانور کرنا یہ بھی ان ہی کاموں میں سے ہے، کہ اللہ نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں، اسی کے نام پر کرنا چاہئے، اور کسی کے نام پر کرنا شرک ہے ✣

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَذْھَبُ اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ حَتّٰی یُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ حِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰہُ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ اَنَّ ذٰلِکَ تَامًّا قَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ مِنْ ذٰلِکَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً فَتَوَفّٰی کُلَّ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَیَبْقٰی مَنْ لَّا خَیْرَ فِیْہِ فَیَرْجِعُوْنَ اِلٰی دِیْنِ اٰبَآئِھِمْ۔ ترجمہ مشکوۃ کے باب لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی اَشْرَارِ النَّاسِ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے۔ نہیں تمام ہوگا رات اور دن یعنے قیامت نہ آئیگی یہانتک کہ پوجیں لات و عزّی کو، سو کہا میں نے

پیغمبر خدا بیشک میں جانتی تھی جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت هُوَ
الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی الخ کہ بیشک یوں ہی رہیگا آخر
تک۔ فرمایا بیشک ہوگا اسی طرح جب تک چاہیگا اللہ۔ پھر بھیجیگا اللہ
ایک باؤ اچھی سو جان لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ
بھر ایمان سو رہ جاوینگے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں، سو پھر
جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ **ف** یعنی اللہ صاحب نے
فرمایا ہے سورۂ برأت میں کہ اللہ صاحب نے اپنے رسولؐ کو بھیجا ہے
ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اسکو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ
مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں۔ سو حضرت عائشہؓ نے اس آیت سے
سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت تک رہیگا، سو حضرتؐ نے فرمایا
کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا جب تک اللہ چاہیگا، پھر اللہ آپ ایسی ایک
باؤ بھیجیگا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا
مرجاویں گے اور وہی لوگ رہ جاوینگے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔
یعنی نہ اللہ کی تعظیم نہ رسولؐ کی راہ پر چلنے کا شوق۔ بلکہ باپ دادوں کی
رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے، سو اسی طرح سے شرک میں پڑجاوینگے
کیونکہ اکثر اپنے باپ دادے جاہل مشرک گذرے ہیں، جو کوئی ان کی راہ
ورسم کی سند پکڑے آپ بھی مشرک ہوجاوے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا، سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام د



شہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں، اسی طرح قدیم شرک بھی
پھیل رہا ہے اور کافروں کے بتوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی رسموں
پر چلتے ہیں، جیسا برہمن سے پوچھنا، شگون لینا، ساعت ماننا، سیتلا
مسانی پوجنا، ہنومان لونا چماری کلوا پیر کی دہائی دینی، ہولی دوالی کا تہوار
کرنا، نوروز و مہرجان کی خوشی کرنی، قمر در عقرب تحت الشعاع کا اعتبار
کرنا کہ یہ سب رسمیں ہنود و مجوس کی ہیں۔ کہ مسلمانوں میں رواج پاگئی ہیں
اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کی راہ اسی طرح کھلے گی
کہ قرآن و حدیث چھوڑ کر باپ دادوں کی رسموں کے پیچھے پڑیں گے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ
مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِّنْ قِبَلِ
الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ
مِّنْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ
السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ
الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَاذَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ
بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ
میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ

عیسیٰ بیٹے مریمؑ کو سو وہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دیگا اسکو، پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے سو نہ باقی رہیگا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈلے گی اس کو، پھر باقی رہ جاوینگے بُرے بُرے لوگ بیوقوفی میں جیسے جانور پرندا اور پھاڑ کھانیکی فکر میں، نہ اچھی سمجھتے ہیں کسی اچھی بات کو نہ بُری سمجھتے ہیں کسی بُری بات کو، پھر بھیس بدل کر آویگا اُن کے پاس شیطان، سو کہے گا کیا تم کو شرم نہیں آتی؟ سو کہیں گے تو کیا بتاتا ہے ہم کو؟ سو بتاوے گا ان کو پوجنا تھانوں کا، اور ان کی اس میں چلی آوے گی روزی اچھی طرح گذرے گی زندگی۔ **ف** یعنی آخر زمانہ میں ایماندار لوگ مر جاویں گے، اور محض بیوقوف لوگ رہ جاوینگے، کہ رات دن پرائے مال کھانے کی فکر میں ہیں نہ بھلا سمجھیں نہ بُرا، پھر شیطان بتاوے گا کہ محض بے دین ہو جانا بڑے شرم کی بات ہے، سو دین کا شوق ہوگا، مگر اللہ و رسولؐ کے کلام پر نہ چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دین کی راہیں نکالیں گے، سو شرک میں پڑ جاویں گے، اور اس حالت میں بھی ان کو روزی کی کشائش اور زندگی کا آرام ملجاویگا، وہ اس سبب سے اور زیادہ شرک میں پڑینگے کہ جوں جوں ہم ان کو مانتے ہیں ووں ووں مرادیں ملتی ہیں۔ سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیے کہ بعضے وقت بندہ شرک میں پڑا ہوتا ہے اور اس کے غیر سے مرادیں مانگتا ہے، اور اللہ اس کے بہلانے کو اس کی مرادیں پوری کرتا ہے، اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں۔ سو مراد ملنے



نہ ملنے کا اعتبار نہ کیجئے اور سچا دین توحید کا اس لئے نہ چھوڑ دیجئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جاوے اور محض بے حیا ہی بن جاوے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے، مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوائے اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے کیونکہ شیطان وہ باتیں چھڑا کر یہ بات سکھاتا ہے ✣

وَاَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِي الْخَلَصَةِ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى اَشْرَارِ النَّاسِ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابوہریرہؓ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں آنیکی قیامت یہانتک کہ ہلیں سُرین دوس کی عورتوں کے گرد ذی خلصہ کے۔ **ف** یعنی دوس نام ہے عرب کی ایک قوم کا ان میں ایک بُت تھا جس کا نام ذی خلصہ تھا، وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں برباد ہو گیا تھا، مگر فرمایا کہ قیامت کے نزدیک اس کو پھر لوگ ماننے لگیں گے، اور عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی، سو اُن کے سُرین ہلتے آپ کو نظر آئے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے گھر کے سوائے اور کسی کا طواف کرنا شرک کی بات ہے، اور کافروں کی رسم ہے ہرگز نہ کیا چاہیے ✣

# اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِیْ رَدِّ الْاِشْرَاكِ فِی الْعَادَاتِ

ترجمہ فصل پانچویں اشراک فی العادات کی برائی کے بیان میں۔ **ف** یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا مذکور ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کاموں میں جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے کہ اس کی تعظیم طرح طرح سے کرتا ہے ویسا ہی معاملہ اور کسی سے نہ کرے ۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۭ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۔ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ نساء میں کہ نہیں پکارتے ورے اللہ کے مگر عورتوں کو، اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو، کہ لعنت کی اس کو اللہ نے، اور اس نے کہا کہ بیشک میں الگ نکال لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک حصہ، اور بیشک میں بے راہ کروں گا ان کو، اور خیالات میں ڈالوں گا ان کو، سو کاٹیں گے جانوروں کے کان، اور بیشک



سکھاؤں گا میں ان کو سو بدل ڈالیں گے صورت بنائی ہوئی اللہ کی، اور جس نے ٹھہرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چھوڑ کر سو بیشک صریح ٹوٹے میں پڑا، کہ وعدہ دیتا ہے ان کو اور خیالات میں ڈالتا ہے ان کو اور جو وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان سو محض دغا ہے، ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور نہ پاویں گے اس سے چھٹکارا **ف** یعنی اللہ کے سوائے جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں، پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے۔ کوئی بی بی آسیہ، کوئی بی بی اُتاولی، کوئی لال پری، کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا، کوئی مسانی وکالی، غرض ایسے ہی خیالات باندھتے ہیں۔ اور وہاں حقیقت میں نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد، محض اپنا خیال ہے، اور شیطان کا وسواس، اور یہ جو کبھی سر پر چڑھ کر بولتا ہے اور کبھی کوئی کرشمہ دکھا دیتا ہے سو وہ شیطان ہے، سو سب ان کی نذرونیازیں اسی کو پہنچتی ہیں، سو اپنے خیال میں تو عورتوں کو دیتے ہیں اور حقیقت میں شیطان لے لیتا ہے، اور ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں نہ دین کا نہ دنیا کا، کیونکہ شیطان اللہ کی درگاہ سے راندہ ہوا ہے، سو اس سے دین کا تو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اور انسان کا دشمن اس کا کب بھلا چاہے؟ بلکہ وہ تو اللہ کے روبرو کہہ چکا ہے کہ بہت سارے تیرے بندوں کو اپنا بندہ بناؤنگا، اور ان کو گمراہ کرونگا، کہ اپنے خیالات کو مانیں گے اور جانور میرے نام کے ٹھہراویں گے، اور ان پر میری نیاز کا نشان کرینگے، جیسے جانور کا کان چیرنا یا کان کاٹنا یا اس کے گلے میں ناڑا

ڈالنا، ماتھے پر مہندی لگانا، منھ پر سہرا باندھنا، منھ کے اندر بیڑا رکھنا، غرضکہ جو کچھ کسی جانور پر نشان کر دیجئے اس بات کا کہ فلانے کی نیاز ہے، وہ سب اس میں داخل ہے، اور یہ بھی شیطان نے کہا ہے کہ ان کو میں سکھاؤں گا کہ اللہ کی صورت بنائی ہوئی بدلیں گے، یعنی جیسی اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی صورت بنا دی ہے اس کو بدل ڈالیں گے، کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھے گا، کوئی کسی کے نام پر ناک کان چھیدے گا۔ کوئی ڈاڑھی منڈا کر خوبصورتی دکھاویگا کوئی چار ابرو کی صفائی دے کر فقیری جتادے گا، یہ سب شیطان کے وسواس ہیں اور اللہ و رسولؐ کیخلاف۔ سو جس نے اللہ سے کریم کو چھوڑ کر شیطان سے دشمن کی راہ پکڑی سو صریح غبن کھایا۔ کیونکہ شیطان اول تو دشمن، دوسرے سوائے وسواس ڈالنے کے کچھ قدرت بھی نہیں رکھتا۔ سو وہ یہی کرتا ہے کہ کچھ وعدے جھوٹے دیتا ہے کہ فلانے کو مانوگے تو یہ ہوگا اور فلانے کو مانوگے تو یوں ہوگا، اور دور دور کی آرزوئیں جتاتا ہے، کہ اتنے روپے ہوویں تو ایسا باغ بنے اور محل تیار ہو، سو وہ ہاتھ نہیں لگتے سو آدمی گھبرا کر اللہ کی راہ بھولجاتا ہے، اوروں کی طرف دوڑنے لگتا ہے، اور ہوتا ہے وہی جو اللہ نے تقدیر میں لکھدیا ہے۔ کسی کے ماننے نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ یہ سب شیطان کا وسواس ہے اور اس کی دغابازی، اور آخر انجام ان باتوں کا یہی ہے، کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا ہے، اور شرک میں گرفتار ہو جاتا ہے، اور اصل دوزخی



بنجاتا ہے، اور ایسا شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے کہ بہتیرا ہی چاہے کہ چھوٹے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا ÷

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ ۚ فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ ترجمہ اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے، اور بنایا اسی سے جوڑا اس کا کہ چین پاوے اس سے، پھر جب اس نے ڈھانپ لیا اس کو پیٹ رہ گیا اس کو ہلکا سا، پھر گذر گئی اسی طرح، پھر جب بوجھل ہوئی تو دونوں پکارنے لگے اپنے مالک اللہ کو، جو بخشدے تو ہم کو اچھا بچہ تو بیشک ہوویں ہم حق ماننے والے، پھر جب اس نے دیا ان کو اچھا ٹھہرانے لگے اس کے شریک اسی چیز میں کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بتانیسے

ف یعنی اول بھی انسان کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے جورو بھی دی اور خاوند جورو میں الفت دی، اور جب اولاد کی امید ہوتی ہے تو اس کو پکارتے ہیں، اور وعدہ کرتے ہیں جو اولاد اچھی بچی ہووے تو اللہ کا بہت حق مانیں۔ پھر جب وہ اولاد بخشتا ہے تو اوروں کو ماننے لگتے ہیں اور ان کی نذر و نیازیں کرتے ہیں۔ کوئی کسی کی قبر پر لیجاتا ہے کوئی

کسی کے تھان پر، کوئی کسی کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کی بیڑی ڈالتا ہے، کوئی کسی کا فقیر بناتا ہے، کوئی نام رکھتا ہے نبی بخش، کوئی علی بخش، کوئی امام بخش، کوئی پیر بخش، کوئی سیتلا بخش، کوئی گنگا بخش، سو اللہ تو کچھ ان کی نذر و نیاز کی پروا نہیں رکھتا، وہ بہت بڑا بے پرواہ ہے، مگر وہ آپ ہی مردود ہو جاتے ہیں ❖

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ لوگ ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس چیز میں کہ اس نے پیدا کیا ہے کھیتی اور مواشی سے ایک حصہ، سو کہتے ہیں اپنے خیال میں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا، سو جو ٹھہرایا اُن شریکوں کا وہ نہ مل جاوے اللہ کی طرف، اور جو ٹھہرایا اللہ کا وہ مل جاوے اور شریکوں کی طرف، بہت برا حکم کرتے ہیں۔ **ف** یعنی سب کھیتی اور مواشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہیں کی، پھر اس میں سے جس طرح اس کی نیاز نکالتے ہیں اسی طرح اوروں کی نیاز کرتے ہیں، بلکہ اوروں کی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہیں اس کی اتنی نہیں کرتے ❖

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا



يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہے، نہ کھاوے اسکو مگر وہی کہ چاہیں ہم اس کو محض اپنے خیال سے، اور بعضے مواشی ہیں کہ منع ہے سواری اس کی، اور بعضے ہیں کہ نہیں مذکور کرتے اللہ کا نام اس پر، یہ سب جھوٹ باندھا ہے اللہ پر، سو وہ سزا دیوے گا ان کو بدلے جھوٹ باندھنے کے۔ **ف** یعنی لوگ محض اپنے خیال سے ٹھہرا لیتے ہیں کہ فلانی چیز اچھوتی ہے اس کو فلانا کھاوے اور فلانا نہ کھاوے، اور بعضے جانوروں پہ لادنے سے اور سواری سے منع کرتے ہیں، کہ یہ فلانے کی نیاز کا ہے اس کا ادب کیا چاہیئے، اور بعضے جانوروں کو اللہ کے نام کا نہیں ٹھہراتے بلکہ اور کسی کے نام کا تبلاتے ہیں، اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ اُن باتوں سے اللہ خوش ہوتا ہے اور مرادیں دیتا ہے سو یہ سب جھوٹ ہے اس کی سزا پاویں گے ❖

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے سورۂ مائدہ میں نہیں ٹھہرایا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی، لیکن کافر لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور اکثر وہ سمجھ نہیں رکھتے **ف** یعنی جو جانور کسی کے نام کا ٹھہراتے تھے اس کا کان پھاڑ دیتے تھے۔

اس کو بحیرہ کہتے تھے، اور جو سانڈھ کرتے تھے اس کو سائبہ کہتے تھے، اور جو کسی کی منت مانتے کہ فلانے جانور کا بچہ اگر نر ہووے تو ہم اس کی نیاز کردیں، پھر جو اکٹھا نر و مادہ ہوتا تو نر کو بھی نیاز نہ چڑھاتے، کہ مادہ کے ساتھ ملکر وہ بھی نیاز نہ ٹھہرے، اس مادہ کو وصیلہ کہتے ہیں، اور جس جانور کی پشت سے دس بچے ہو لیتے اس پر لادنا اور چڑھنا موقوف کردیتے اس کو حامی کہتے تھے، سو فرمایا کہ یہ سب باتیں اللہ نے نہیں فرمائیں یہ انھوں نے اپنی بیوقوفی سے رسمیں باندھ لی ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی جانور کسی کے نام کا ٹھہرا رکھنا اور کچھ اسکا نشان اس پر لگا دینا اور یہ معین کرنا کہ فلانے کی نیاز گائے ہی ہوتی ہے، فلانے کی بکری، اور فلانے کی مرغی۔ یہ سب رسمیں بیوقوفی کی ہیں اور خلاف اللہ کے حکم کے ❖

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ○ ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نحل میں کہ نہ کہو جھوٹی باتیں کہ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں کہ یہ کیا چاہیے اور یہ نہ کیا چاہیے کہ باندھتے ہو اللہ پر جھوٹ، بیشک جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ مراد نہیں پاتے، **ف** یعنی اپنی طرف سے جھوٹ مت ٹھہرا لو کہ فلانا کام کیجئے اور فلانا کام نہ کیجئے، کہ کسی کام کو روا یا ناروا کردینا اللہ ہی کی شان ہے، سو اس میں اللہ پر جھوٹ



باندھنا ہے، اور یہ خیال باندھنا کہ فلانے کام کو یوں کیجئے تو مرادیں ملتی ہیں اور نہیں تو کچھ خلل ہوجاتا ہے، سو یہ خیال غلط ہے، کیونکہ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے کبھی مراد نہیں ملتی۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینہ میں پان نہ کھانا چاہیے، لال کپڑا نہ پہنیے، حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں، اور جب ان کی نیاز کیجئے تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں، اور مسّی اور مہندی ہو، اور اس کو لونڈی نہ کھاوے، اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہے وہ بھی نہ کھاوے، اور جو نیچ قوم ہو یا بدکار وہ بھی نہ کھاوے۔ اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے، اور اس کو احتیاط سے بنائیے، اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے۔ اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے، اور بوعلی قلندرؒ کی سہ منی، اور اصحابِ کہف کی گوشت روٹی، اور بیاہ میں فلانی فلانی رسمیں ضرور ہیں، اور موت میں فلانی فلانی، اور موت کے بعد نہ آپ شادی کیجئے نہ شادی میں بیٹھئے نہ اچار ڈالیے اور فلانے لوگ نیلا کپڑا نہ پہنیں۔ اور فلانے لال سُوسی نہ پہنیں، سو سب جھوٹے ہیں، اور شرک میں گرفتار، اور اللہ کی حکومت کی شان میں اپنا دخل کرتے ہیں کہ ایک شرع اپنی جدا قائم کرتے ہیں ❖

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَّةِ عَلٰی اِثْرِ سَمَاءٍ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ

هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ
قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَاَمَّا
مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ

ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْکِہَانَۃ میں لکھا ہے کہ بخاری ومسلم نے ذکر کیا کہ زید بن خالدؓ نے نقل کیا کہ نماز پڑھائی ہم کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی حدیبیہ میں پیچھے مینھ کے کہ رات کو برسا تھا، پھر جب پڑھ کے بیٹھے منھ کیا لوگوں کی طرف پھر فرمایا، جانتے ہو تم کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ ورسول ہی خوب جانتا ہے کہا کہ فرمایا کہ آج فجر کو ہوں گے بعضے بندے میرے مومن اور بعضے کافر، سو جس نے کہا کہ ہم کو مینھ ملا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے سو وہ مجھ پر یقین لایا اور ستاروں کا منکر ہوا، اور جس نے کہا کہ ہم کو مینھ ملا فلانے نچھتر سے سو وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر یقین لایا۔ **ف۔** یعنی جو کوئی عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھتا ہے سو اس کو اللہ صاحب اپنے منکروں میں جانتا ہے اور ستارہ پوجنے والوں میں شمار کرتا ہے، اور جو کوئی ان سب کاروبار کا کارخانہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے سو اس کو اللہ بھی اپنے مقبول بندوں میں گن لیتا ہے اور ستارے پرستوں سے نکال لیتا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک وبد ساعت کا ماننا اور اچھی بری تاریخ



اور دن کا پوچھنا اور نجومی کے کہے پر یقین کرنا شرک کی باتیں ہیں۔ کہ یہ سب نجوم سے علاقہ رکھتی ہیں اور نجوم کا ماننا ستارے پرستوں کا کام ہے۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِّنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ
اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ اَلْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ وَّالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَّ
السَّاحِرُ كَافِرٌ۔

ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْکِہَانَۃ میں لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سیکھی کوئی بات علم نجوم کی، سوائے اس کے کہ بیان کی ہے اللہ نے، تو سیکھی اس نے ایک راہ جادو کی، نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے، اور جادوگر کافر ہے۔ **ف۔** یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ستاروں کا بھی مذکور کیا ہے کہ ان میں اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے، اور اس کی حکمت، اور ان سے آسمان کی خوبصورتی ہے، اور شیطانوں کو انہی سے مار مار کر بھگاتے ہیں، یہ بات نہیں ذکر کی کہ کچھ جہان کے کارخانے میں ان کو دخل ہے، اور دنیا میں کچھ بھلائی برائی ان کی تاثیر سے ہوتی ہے سو جو کوئی وہ پہلی بات چھوڑ کے اس دوسری بات کی تحقیق کے پیچھے پڑے، اور اس سے معلوم کر کر غیب کی باتیں بتایا کرے، سو جیسا برہمن جنوں سے پوچھ پوچھ کر غیب کی باتیں بتلاتا ہے کہ جس کو عربی زبان میں کاہن کہتے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح نجوم سے معلوم کر کے غیب کی باتیں بتلاتا ہے، تو گویا

نجوم اور کاہن کی ایک ہی راہ ہے، اور کاہن تو جادوگروں کی طرح جنوں سے دوستی کرتا ہے، اور ان سے دوستی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ان کو مانیے اور پکاریے اور بھوگ دیجیے، سو یہ کفر کی بات ہے، سو نجومی اور کاہن اور ساحر کفر کی راہ چلتے ہیں ✤

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الکہانۃ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جاوے کسی خبریں بتانیوالے کے پاس پھر پوچھے اس سے کچھ تو نہیں قبول ہوتی اس کی نماز چالیس دن۔ **ف**۔ یعنی جو کوئی غیب کی باتیں بتانیکا دعوی رکھتا ہے اس پاس جو کوئی جاکر کوئی بات پوچھے تو اس کی عبادت چالیس دن تک مقبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس نے شرک کی بات کی۔ اور شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے۔ اور نجومی اور رمال اور جفار اور فال دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوے کرنیوالے اسی میں داخل ہیں ✤

أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ قَبِيْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ قبیصہؓ نے



نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شگون لینے کے لئے جانور اڑانے اور فال نکالنے کے لئے کچھ ڈالنا اور کسی طرح کا شگون لینا کفر کی رسموں سے ہے۔ أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ ۔ مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے۔ **ف** یعنی عرب کے لوگوں میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور اس کا بڑا اعتقاد تھا اس پر حضرت نے کئی بار فرمایا کہ یہ شرک ہے تاکہ لوگ اس عادت کو چھوڑ دیں۔

أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ سعد بن مالکؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہامہ، اور نہ کسی کا کسی کو مرض لگتا ہے، اور نہ کسی چیز میں نامبارکی ہے اور جو نامبارکی کسی چیز میں ہو تو گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت میں ہے۔ **ف** یعنی عرب کے جاہلوں میں مشہور تھا کہ جو کوئی مارا جاوے اور اس کا کوئی بدلہ نہ لیوے، تو اس کے سر کی

کھوپڑی میں سے ایک اُلّو نکلکر فریاد کرتا پھرتا ہے، اس کو ہامہ کہتے تھے، سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ کہے کہ آدمی مر کر کسی جانور کی صورت میں بن کر آتا ہے سو وہ جھوٹا ہے۔ اور یہ بھی انہی میں مشہور تھا کہ بعضا مرض جیسے خارش یا جذام ایک سے دوسرے کو لگ جاتا ہے، سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں دستور ہے کہ جس لڑکے کو چیچک نکلے اس سے پرہیز کرتے ہیں، اور لڑکوں کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے کہ کہیں اس کے بھی نہ نکل آوے، یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہ ماننا چاہیے، اور یہ بھی انہی میں مشہور تھا کہ فلانا کام فلانے کو نامبارک ہوا اور اس کو راست نہ آیا، سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے۔ اور اگر کچھ اس بات کا اثر ہے تو تین ہی چیزوں میں ہے، یعنی گھر گھوڑا عورت، اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیزیں کبھی نامبارک ہوتی ہیں مگر اس کے معلوم کرنے کی راہ نہیں بتائی کہ کیونکر جان لیجیے کہ یہ مبارک ہے اور یہ نامبارک۔ سو یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ جو گھر شیر دہان اور جو گھوڑا استارہ پیشانی اور عورت کلجبھی ہو تو نامبارک ہوتی ہے سو اس کی کچھ سند نہیں، بلکہ مسلمان لوگوں کو یوں چاہیے کہ ان باتوں کا کچھ خیال نہ کریں، اور جب نیا مکان لیویں یا گھوڑا ہاتھ لگے یا بیاہ کریں یا لونڈی مول لیں، تو اللہ سے اس کی بھلائی مانگیں، اور اسی سے اس کی برائی سے پناہ چاہیں۔ اور باقی اور چیزوں میں اس قسم کے



خیالات نہ دوڑائیں کہ فلانا مجھے راست آیا اور فلانا نہ آیا۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ ط ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الْفَالِ وَالطِّيَرَةِ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کسی کا کسی کو مرض لگے، اور نہ کسی مُردہ کی کھوپڑی سے اُلّو نکلے، اور صفر بھی کچھ نہیں

**ف** یعنی عرب کے جاہلوں میں یہ بھی مشہور تھا کہ جس کے ایسا مرض پیدا ہو جاوے کہ کھاتا چلا جاوے اور پیٹ نہ بھرے جس کو حکیم جُوعُ الْكَلْبِ کہتے ہیں، تو اس کے پیٹ میں کوئی بھوت بلا گھس جاتی ہے کہ وہی کھاتی چلی جاتی ہے اس کو صفر کہتے ہیں۔ سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کچھ بھوت بلا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بعضے مرضوں کے ساتھ کچھ بلا خیال کرتے ہیں اور اسی کو مانتے ہیں۔ جیسے سیتلا اور مسانی اور بڑاہی، سو یہ سب غلط ہے اور یہ بھی ان میں مشہور تھا کہ مہینہ صفر کا نامبارک ہے، اس میں کوئی کام نہ کیا چاہیے، سو یہ بھی غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات کہنی کہ تیرہ دن صفر کے نامبارک ہیں، ان میں کچھ بلائیں اترتی ہیں اور اسی پر ان دنوں کا نام تیرہ تیزی رکھا کہ ان کی تیزی سے کچھ کام بگڑ جاتا ہے، اور اسی طرح سے کسی مہینے کو یا تاریخ کو یا دن کو نامبارک سمجھنا یہ سب شرک کی رسمیں ہیں۔

أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ فَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ ۝ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ رکابی میں رکھدیا، فرمایا کھا اللہ پر اعتماد کرکے اور اسی پر بھروسہ کرکے ✣

**ف** یعنی ہم کو اللہ پر اعتماد ہے اور اسی پر بھروسہ، جسکو چاہے بیمار کردے جس کو چاہے تندرست، ہم کسی بیمار کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری لگجانا نہیں مانتے ✣

أَخْرَجَ أَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ جُهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وُجُوْهِ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى أَحَدٍ شَأْنُ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ أَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ إِنَّ عَرْشَهُ عَلٰى سَمٰوٰتِهِ هٰكَذَا وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَيَئِطُّ بِهِ أَطِيْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ ۝ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب بدء الخلق میں لکھا ہے کہ ابوداود نے ذکر کیا کہ جبیرؓ نے نقل کیا



کہ آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار، پس کہا کہ سختی میں پڑگئیں جانیں اور بھوکے مرتے ہیں کنبے اور مرگئے مواشی، سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لئے، کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہیں تمہاری اللہ کے پاس اور اللہ کی تمہارے پاس۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرالا ہے اللہ نرالا ہے اللہ۔ اللہ کی پاکی یہاں تک بولتے رہے کہ اس کا اثر ان کے یاروں کے چہروں میں معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کہ کیا بیوقوف ہے تو؟ اللہ کو سفارشی نہیں لاتے کسی کے آگے، اللہ کی شان بہت بڑی ہے اس سے کیا بیوقوف ہے تو؟ جانتا ہے کیا چیز ہے اللہ؟ بیشک تخت اس کا اس کے آسمانوں پر اسی طرح سے ہے اور بتلایا اپنی انگلیوں سے کہ قبہ کی طرح، اور بیشک وہ چرچڑ بولتا ہے اس سے جیسا چرچڑ بولے پالان اونٹ کا سوار کے بوجھ سے۔ **ف** یعنی ملک عرب میں قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے آکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اس کی سختی بیان کی۔ اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس، سو یہ بات سن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہوگئے پھر اس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو جو کسی کے پاس سفارشی ٹھہرائے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہو اور سفارش کرنیوالے کی خاطر سے وہ کر دے، سو جب یہ کہا کہ اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس ہم نے ٹھہرایا سو گویا اصل مختار

پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی، سو یہ بات محض غلط ہے، اللہ کی شان بہت بڑی ہے، کہ سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، کہ سارے آسمان و زمین کو عرش اس کلبّے کی طرح گھیر رہا ہے، اور باوجود اس بڑائی کے اُس شاہنشاہ کی عظمت کو نہیں تھام سکتا، بلکہ اس کی عظمت سے چرچڑ بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اس کی بڑائی کا بیان بھی کر سکے؟ اور اس کی عظمت کے میدان میں اپنا خیال اور وہم بھی دوڑا سکے؟ پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اس کی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کس کو قدرت؟ وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے، اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا رہتا ہے، وہ کس کے روبرو سفارش کرے؟ اور کس کا منہ کہ اس کے سامنے کسی کام کا مختار بن کے بیٹھے؟ سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے، اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے، پھر کیا کہیے ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں؟ کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا، اور کوئی کہتا ہے کہ میں اپنے رب سے دو برس بڑا



ہوں، کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو تو ہرگز اس کو نہ دیکھوں، اور کسی نے یہ بیت کہی ہے۔ بیت

دل از مہرِ محمدؐ ریش دارم ✤ رقابت با خدائے خویش دارم

اور کسی نے یوں کہا ہے ع باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار ✤ اور کوئی حقیقتِ محمدی کو حقیقتِ الوہیت سے افضل بتاتا ہے، اللہ پناہ میں رکھے ایسی ایسی باتوں سے، کیا اچھی بیت کہی ہے کسی شاعر نے بیت

از خدا خواہیم توفیق ادب ✤ بے ادب محروم گشت از فضل رب

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یعنی اے شیخ عبد القادرؒ کچھ دو تم اللہ کے واسطے، یہ لفظ نہ کہنا چاہیے، ہاں اگر یوں کہے کہ یا اللہ کچھ دے شیخ عبد القادرؒ کے واسطے تو بجا ہے، غرض ایسا لفظ منھ سے نہ بولے کہ جس سے کچھ بو شرک کی یا بے ادبی کی آوے کہ اس کی بہت بڑی شان ہے اور بڑا بے پروا بادشاہ ہے ایک نکتے میں پکڑ لینا، اور ایک نکتے میں نواز دینا اسی کا کام ہے، اور یہ بات محض بے جا ہے، کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے، کہ مُعمّا اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی جناب میں ضرور نہیں، کوئی شخص اپنے بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا، اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور نہ بادشاہ ✤

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْاَسَامِیْ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب ناموں میں اچھا نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہے ۔ **ف** یعنی عبداللہ کے معنی بندہ اللہ کا اور عبدالرحمن کے معنی بندہ رحمن کا، سو اسی میں داخل ہے عبدالقدوس عبدالخالق خدابخش اللہ دیا اللہ داد غرض جس نام میں اللہ کی طرف نسبت نکلے، خصوصاً اللہ کے ویسے نام کا ذکر ہو کہ اور کسی کو نہیں بولتے ۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ شُرَیْحِ ابْنِ ھَانِیٍٔ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِہٖ سَمِعَھُمْ یَکْنُوْنَہٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْہِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ ط

ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْاَسَامِیْ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ شریح نے نقل کیا اپنے باپ سے کہ وہ جب آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی قوم کے ساتھ تو حضرتؐ نے سنا ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں اس کو ابوالحکم یعنی اصل قضیہ چکا دینے والا، پھر فرمایا اس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اصل قضیہ چکانے والا اور اسی کا ہے حکم؟ پھر تجھکو کیوں کہتے ہیں ابوالحکم؟ **ف** یعنی یہ



بات کہ ہر قضیہ چکاوے اور ہر جھگڑا مٹاوے یہ اللہ ہی کی شان ہے، کہ آخرت میں ظہور کرے گی کہ پہلے پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جاویں گے ۔ اس بات کی کسی مخلوق کو طاقت نہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اور اس میں وہ پایا جاتا ہے وہ اور کسی کو نہ کہئے ۔ جیسے بادشاہوں کا بادشاہ، مالک سارے جہان کا، خداوند جو چاہے کر ڈالے، معبود داتا، بے پروا، علیٰ ہٰذا القیاس ۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْاَسَامِیْ میں لکھا ہے کہ شرح السنہ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ ۔

**ف** جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب، مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاویگا۔ کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے؟ یا فلانے کی شادی کب ہوگی؟ یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے، کیونکہ غیب کی بات

اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟ اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں یہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے، یا فلانی بات میں اللہ ورسول کا یوں حکم ہے، کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے رسول کو بتا دی ہیں، اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرماں برداری کا حکم کر دیا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ جس نے قسم کھائی غیر اللہ کی سو بیشک شریک کیا۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْتِ وَلَا بِاٰبَآئِکُمْ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا عبدالرحمٰن نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قسم کھایا کرو جھوٹے معبودوں کی اور نہ باپ دادوں کی۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْھٰکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ بَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ میں لکھا ہے کہ بخاری ومسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ منع کرتا ہے تم کو باپ



دادوں کی قسم کھانے سے جس کو قسم کھانا ہو سو اللہ ہی کی قسم کھاوے یا چپ رہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلِفِہٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرۃؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھایا چاہے پھر قسم کھا بیٹھے لات اور عزیٰ کی تو چاہیے پھر کہے لا الٰہ الا اللہ۔ **ف** یعنی عرب کے لوگ کفر کی حالت میں بتوں کی قسم کھاتے تھے، سو جن مسلمانوں کے منہ سے اس عادت کے موافق قسم نکل جاوے تو پھر لا الٰہ الا اللہ کہہ لیویں۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھاوے، اور اگر منہ سے نکل جاوے تو توبہ کرے، اور جس کی قسم کھانے کا مشرکوں میں دستور ہے اس کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ ثَابِتِ ابْنِ ضَحَّاکٍ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَۃَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ فِیْھَا وَثَنٌ مِّنْ اَوْثَانِ الْجَاھِلِیَّۃِ یُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ کَانَ فِیْھَا عِیْدٌ مِّنْ اَعْیَادِھِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِکَ فَاِنَّہٗ

لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ النُّذُوْرِ میں
لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ثابتؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے
منت مانی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں، کہ ذبح کرے اونٹ
ایک مقام میں کہ اس کا نام بوانہ تھا، پھر آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور خبر دی ان کو، سو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا
تھا اس میں کوئی تھان کفر کے وقت کا کہ پوجتے ہوں لوگ؟ کہا کہ نہیں
پھر پوچھا کہ وہاں کوئی تہوار ہوتا تھا اُن کا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو پوری کر منت اپنی، کیونکہ
نہ پوری کیا چاہئے ایسی منت کہ کچھ اس میں اللہ کا گناہ ہو۔ **ف**
یعنی اللہ کے سوا اور کسی کی منت ماننی گناہ ہے، سو ایسی منت کو پورا
کرنا نہ چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا
کسی اور کی منت نہ مانئے، اور جو مانی ہو تو پورا نہ کیجئے، کیونکہ یہ بات
خود گناہ ہے، پھر اس پر ہٹ کرنا اور زیادہ گناہ ہے، اور یہ بھی معلوم
ہوا کہ جس جگہ اللہ کے سوا اور کسی کے نام پر جانور چڑھاتے ہوں، یا
پوجا کرتے ہوں، یا اور کسی طرح کا وہاں جمع ہو کر شرک کرتے ہوں، وہاں
اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لیجائیے اور کسی طرح ان میں نہ شریک ہوجیے
نہ اچھی نیت سے نہ بُری نیت سے، کہ ان سے مشابہت کرنی خود
بُری بات ہے ✣

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ



صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
فَجَآءَ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَہٗ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَسْجُدُ لَکَ
الْبَھَآئِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ فَقَالَ اعْبُدُوْا
رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ ترجمہ مشکوٰۃ کے بَابُ عِشْرَۃِ النِّسَآءِ میں
لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار میں بیٹھے تھے، کہ آیا ایک اونٹ،
پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ سو ان کے اصحابؓ
کہنے لگے، اے پیغمبر خدا تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت، سو ہم
کو ضرور چاہئے کہ تم کو سجدہ کریں، سو فرمایا بندگی کرو اپنے رب
کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ **ف** یعنی انسان آپس میں سب
بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی
کی سی تعظیم کیجئے، اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اسی کو چاہئے،
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاؒ و انبیاؑ و امامؑ زادہ پیرؒ و شہیدؒ یعنے
جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے
عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی
ہوئے، ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے، ہم ان کے چھوٹے ہیں سو
ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں۔ چنانچہ
بعضی درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں، اور بعضی پر ہاتھی، اور بعضی پر

بھیڑ ئیے، مگر آدمی کو اس کی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیے، بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو، اور شرع میں جائز ہو، مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا، سو ہرگز نہ بنے اور کسی کی قبر پر کوئی شیر رات دن بیٹھا رہتا ہو تو اس کی سند نہ پکڑے، کہ آدمی کو جانور کی ریس نہ کرنی چاہیے ✣

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے بابُ عِشْرَۃِ النِّسَآءِ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعدؓ نے نقل کیا، کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے، سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو، سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجیے ان کو، پھر آیا میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو، سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو، تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا



سجدہ کرے تو اس کو؟ کہا میں نے نہیں، فرمایا تو مت کر۔ **ف** یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لایق ہوں؟ سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجیے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجیے نہ کسی تھان کو۔ کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنیوالا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار، پھر مر کر خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی بندہ ہے ✣

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَآئِكُمْ اِمَآءُ اللّٰهِ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ۔ مشکوٰۃ کے بابُ الاَسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے یوں نہ بولے کہ میرا بندہ اور میری بندی۔ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں سب اللہ کی بندی ہیں۔ اور غلام بھی اپنے میاں کو یوں نہ کہے کہ میرا مالک، کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے۔ **ف** یعنی میاں اپنے غلام و لونڈی کو اپنا بندہ و بندی نہ کہے، اور غلام اپنے میاں کو اپنا مالک نہ کہے، کیونکہ مالک اللہ ہی ہے اور باقی سب اسی کے بندے ہیں۔ نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ اس کا مالک، اس حدیث سے معلوم ہوا

کہ جو کسی کا حقیقت میں غلام ہی ہے، سو وہ بھی آپس میں یہ گفتگو نہ کریں کہ یہ اس کا بندہ ہے اور وہ اس کا مالک، پھر جھوٹ موٹ کا بندہ بننا اور عبد النبی اور بندۂ علی اور بندۂ حضور اور پرستار خاص اور امرد پرست و آشنا پرست اور پیر پرست اپنے تئیں کہلوانا، اور ہر کسی کو خداوند خدایگان داتا کہہ بیٹھنا تو محض بے جا ہے، اور نہایت بے ادبی۔ اور ذرا سی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان و مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس میں ہیں جو چاہو کرو محض جھوٹ ہے اور شرک کی بات ہے +

اَخرَجَ الشَّیخَانِ عَن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَا تُطرُونِی کَمَا اَطرَتِ النَّصَارٰی عِیسَی ابنَ مَریَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبدُہٗ فَقُولُوا عَبدُ اللہِ وَرَسُولُہٗ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا، سو میں اس کا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔ ف یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔ اور سارے مراتب اس سے نیچے ہیں۔ مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے اور بندہ ہی ہونا اس کا فخر ہے۔ کچھ اس میں خدائی کی



شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں ملجاتا۔ سو یہ بات کسی بندہ کے حق میں نہ کہا چاہیے۔ کہ نصاریٰ ایسی ہی باتیں حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کہہ کر کافر ہو گئے۔ اور اللہ کی درگاہ سے راندے ہوگئے سو اسی لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال نہ چلو، اور اپنے پیغمبر خدا کی تعریف میں حد سے مت بڑھو، کہ نصاریٰ کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ، لیکن افسوس کہ ان کی امت کے بے ادب لوگوں نے ان کا حکم نہ مانا، اور آخر نصاریٰ کی سی باتیں کہنے لگے، کیونکہ نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰؑ کو یہی کہتے تھے کہ اللہ ان کے بھیس میں ظاہر ہوا، اور وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے خدا، سو بعینہٖ یہی بات بعضوں نے حضرتؐ کی شان میں کہہ ڈالی چنانچہ کسی نے یوں کہا ہے۔ بیت

فی الجملہ ہمیں بود کہ می آمد و می رفت + ہر قرن کہ دیدی
در عاقبت آں شکل عرب وار بر آمد + دارائے جہاں شد

اور کسی نے یوں کہا ہے۔ بیت

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل + سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را
تا مجمع امکان و وجوب نہ نوشتند + مورد متعین نشد اطلاق اعم را

بلکہ بعضے جھوٹے دغابازوں نے اس بات کو خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا ہے کہ انھوں نے خود فرمایا ہے اَنَا اَحمَدُ بِلَا مِیم، اور اسی طرح ایک بڑی سی عبارت عربی بنا کر اور اس میں

ایسی ایسی خرافاتیں جمع کرکے اس کا نام خطبۃ الافتخار رکھا ہے، اور اس کو حضرت علیؓ کی طرف نسبت کیا ہے۔ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ط اللہ سارے جھوٹوں کا منھ کالا کرے، اور جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں، کہ سارے کاروبار اس جہان کے اور اُس جہان کے حضرت عیسیٰؑ کے اختیار میں ہیں، اور جو کوئی ان کو مانے اور ان کی التجا کرے اس کو بندگی کی کچھ حاجت نہیں، اور کچھ گناہ اس کو خلل نہیں کرتا، اور کچھ حرام وحلال کا اس کے حق میں امتیاز کرنا ضرور نہیں، وہ خدا کا سانڈھ بنجاتا ہے جو چاہے سو کرے، حضرت عیسیٰؑ آخرت میں اس کی شفاعت کرکے بچالیں گے، سو اسی طرح کا عقیدہ جاہل مسلمانوں کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بلکہ اُن سے اتر کر اماموں کی اور اولیا کی بلکہ ہر مُلا مشائخ کی جناب میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ ہدایت کرے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّ اَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ط ترجمہ مشکوٰۃ کے بابُ المُفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے، پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو



بزرگی میں اور بڑے سخی ہو، سو فرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو، بلکہ اس سے بھی تھوڑا کلام کرو، اور تم کو کہیں بے ادب نہ کردے شیطان۔ ف یعنی کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھالکر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو، سو اُس میں بھی اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منھ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو، کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہوجائے، اب سُنا چاہیے کہ سردار کے لفظ کے دو معنیٰ ہیں، ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو، خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ، سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان میں ہے، ان معنوں کر اُس کے سوائے کوئی سردار نہیں، اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے، جیسا ہر قوم کا چودھری اور گانوں کا زمیندار، سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے، اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا، اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا، کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھلاتے ہیں، سو اسی طرح ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے جہان کے سردار ہیں، کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں، ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں، بلکہ ضرور

یوں ہی جاننا چاہیے۔ اور اُن پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانیے، کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرُّف نہیں کر سکتے ❖

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَۃً فِیْھَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْھِہِ الْکَرَاھِیَۃَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ ھٰذِہِ النُّمْرُقَۃِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَیْتُھَا لَکَ لِتَقْعُدَ عَلَیْھَا وَتَوَسَّدَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ ھٰذِہِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ۝ ترجمہ مشکوٰۃ کے بابُ التَّصَاوِیْرِ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ انھوں نے خریدا ایک غالیچہ، کہ اس میں تصویریں تھیں، پھر جب اس کو دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہ گئے، سو پہچانی میں نے ان کے چہرے پر ناخوشی، پس کہا میں نے یارسولؐ اللہ میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے روبرو، کیا گناہ کیا میں نے؟ سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیسا ہے یہ غالیچہ؟ کہا میں نے کہ تمہارے لئے خریدا ہے



میں نے کہ اس پر بیٹھو اور اس کا تکیہ بناؤ۔ سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تصویروں والے قیامت کے دن عذاب میں پھنسیں گے، اور کہا جائیگا ان کو کہ جان ڈالو اس چیز میں کہ بنائی تم نے، اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے۔ **ف** یعنی اکثر مشرک مورتوں کو پوجتے ہیں سو اس لئے فرشتوں کو تصویروں سے گھن آتی ہے اور پیغمبروں کو بھی اُن سے نفرت ہے اور ان کے بنانے والے پر عذاب ہوگا، کہ بت پرستی کا سامان اکٹھا کرتے ہیں، اِس حدیث سے معلوم ہوا، کہ یہ جو بعضے جاہل لوگ پیغمبرؐ کی یا اماموںؓ کی یا اولیاؤںؒ کی یا اپنے پیروں کی تصویروں کی تعظیم کرتے اور اپنے پاس برکت کے لئے رکھتے ہیں سو محض گمراہ اور شرک میں ڈوبے ہوئے اور پیغمبرؐ اور فرشتے اُن سے بیزار ہیں، بلکہ سب تصویروں کو ناپاک سمجھکر گھر سے دور کیجئے کہ پیغمبرؐ بھی خوش ہوں اور فرشتے بھی اس گھر میں آویں۔ اور ان کے قدم سے گھر میں برکت پھیل جائے ❖

اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ قَتَلَ نَبِیًّا اَوْ قَتَلَہٗ نَبِیٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَیْہِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّا یَنْتَفِعُ بِعِلْمِہٖ ترجمہ مشکوٰۃ کے بابُ التَّصَاوِیْرِ میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن

عباسؓ نے نقل کیا، کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بڑا عذاب قیامت کے دن اس شخص کو ہے کہ اس نے کسی نبیؑ کو مارا، یا اس کو کسی نبیؑ نے مارا، یا اس نے کسی اپنے ماں باپ کو مارا، اور تصویر بنانے والوں کو، اور اس عالم کو کہ اس کو اس کے علم سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ **ف** یعنی تصویر بنانیوالا بھی اُن بڑے بڑے گنہگاروں میں داخل ہے۔ یہاں سے تصویر بنانے کا گناہ سمجھنا چاہیے کہ یزید و شمر نے تو پیغمبرؐ کو نہیں مارا بلکہ پیغمبرؐ کے نواسے کو اور امام وقت کو کہ پیغمبرؐ کا نائب تھا۔ اور تصویر بنانیوالے کو خود پیغمبرؐ کے قاتل کا سا گناہ ہے تو وہ یزید اور شمر سے بھی بدتر ہے ❖

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ يَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے، کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا میں نے، کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کون زیادہ بے ادب ہوگا اس شخص سے کہ ارادہ کرے کہ پیدا کرے جیسے میں پیدا کرتا ہوں؟ سو بھلا ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کریں؟ **ف** یعنی تصویر بنانیوالا پردے میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، کہ جو چیزیں اللہ نے بنائی ہیں، اس کی مثل بنانے کا ارادہ کرتا ہے۔ سو



بڑا بے ادب ہے، اور یہ اس کا دعویٰ صریح جھوٹ ہے، کیونکہ ایک دانہ کے بنانیکا بھی مقدور نہیں رکھتا محض نقل کا ڈھتا ہے ❖

وَأَخْرَجَ رَزِينٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أُرِيدُ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِيهَا اللّٰهُ تَعَالَىٰ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ ۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھکو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھکو، سو میں تو وہی محمدؐ ہوں بیٹا عبداللہ کا، کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول۔ **ف** یعنی جیسے اور سردار اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔ سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نہ تھے۔ کیونکہ اور سرداروں کو مبالغہ کرنیوالوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا۔ خواہ درست رہے خواہ بگڑ جائے۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کے بڑے مربیؔ شفیق تھے، اور ان پر بہت مہربان، اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی کے درست کرنے کی فکر تھی، سو جب انھوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں، اور بہت احسانمند ہیں، اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے، اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے

بڑھے گا تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جاوے گا، اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جاوے گا، سوای لئے فرمایا کہ مجھکو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے، نہ اللہ، نہ خالق نہ رازق، اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے، مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھکو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں، اور لوگ غافل، سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیئے۔ سوائے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم وکریم پر ہزاروں درود سلام بھیج، اور انھوں نے جیسا ہم سے جاہلوں کو دین کے سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی، سو تو ہی اس کوشش کی قدردانی کر، کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں۔ محض بے مقدور، اور جیسا تو نے اپنے فضل سے ہم کو شرک و توحید کے معنیٰ خوب سمجھائے اور لاالٰہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا۔ اور مشرک لوگوں میں سے نکالکر موحّد پاک مسلمان بنایا، اسی طرح اپنے فضل سے بدعت و سنت کے معنیٰ خوب سمجھا، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مضمون خوب تعلیم کر۔ اور بدعتی بدمذہبوں میں سے نکالکر سُنّی پاک متبع سنت کا کر آمین یارب العالمین ⁂

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

تمت

الحمد للہ! تقویۃ الایمان ختم ہوئی۔ اب تائید محمدی شروع ہوتی ہے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　تائید محمدی　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

## تقویۃ الایمان پر اعتراض اور جواب

ایک اعتراض تو یہ ہے کہ مولٰنا نے لکھا ہے کہ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کسی بزرگ کی توہین مراد نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جس طرح بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھدینا بُرا ہے، ویسے ہی خالق کی جو عبادت ہے وہ مخلوق کے لئے کرنی بری ہے۔ پس یہ مثال شرک کی بُرائی کی ہے نہ کہ بزرگوں کی حقارت۔ اور "ذلیل" سے مراد ضعیف عاجز بے سروسامان وغیرہ ہے، پس مقصود مولٰنا کا یہ ہے کہ جس طرح ایک بادشاہ کے سامنے ایک چمار محض عاجز بے بس بے کس ضعیف اور بے سروسامان ہے، اس سے کہیں زیادہ ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز بے طاقت محض لاچار اور مجبور ہے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر مسلمان صحابہؓ اور خود حضورؐ کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ ط بدر میں اللہ نے تمہاری مدد کی حالانکہ تم سب اسوقت ذلیل تھے۔ یعنی ضعیف و ناتوان بے سروسامان۔ قرآن کریم میں ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ط تمام انسان ضعیف عاجز کمزور پیدا کئے گئے ہیں۔ عوارف المعارف کے تریسٹھویں باب ذکر بدایت و نہایت میں ہے۔ وَبَلَغَنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ اَنَّہٗ قَالَ لَا یَکْمُلُ اِیْمَانُ الْمَرْءِ حَتّٰی یَکُوْنَ النَّاسُ عِنْدَہٗ

کَالْاَبَاعِرِ ط یعنی ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ تمام لوگ اس کے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں، یعنی کسی نفع نقصان کا مالک کسی کو نہ سمجھے۔ یہاں بھی دیکھئے لفظ ایسے ہیں جو کھٹکیں لیکن مطلب بالکل صاف ہے اور توحید کا اثبات ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ آپ نے فرمایا "کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو تمام خلقت ایسی نہ دکھائی دے جیسے کہ اونٹ کی مینگنی۔"

پس جس طرح ایک بادشاہ کی شان کے سامنے چمار کی شان ہے اس سے بہت زیادہ ہر مخلوق کی شان خدا کی شان کے آگے کم ہے۔ الغرض مولٰنا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت ایسی نہیں کہ جس پر کوئی بگڑ بیٹھے نہ ان کا مقصد کسی بزرگ کی توہین ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مولٰنا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہا ہے حقیقت میں یہ بھی کوئی بے ادبی کا لفظ نہیں۔ خود حدیث میں ہے جسے خود مولٰنا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب تقویۃ الایمان میں مسند احمد سے بحوالہ مشکوٰۃ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ یعنی عبادت اللہ ہی کی کرو ہاں اپنے بھائی کا یعنی میرا اکرام یعنی ادب کرو۔ پس خود حضورؐ نے اپنے تئیں بھائی کہا۔ قرآن میں ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ہ سب مومن آپس میں بھائی ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اِنَّمَا اَنَا اَخُوْکَ



میں تو آپ کا بھائی ہوں جس کے جواب میں آپ نے فرمایا اَنْتَ اَخِیْ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَکِتَابِہٖ ہ بیشک تم دین اللہ اور کتاب اللہ میں میرے بھائی ہو۔ صحیح مسلم شریف میں ہے حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا وَدِدْتُّ لَوْ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا ہ مجھے تو یہ بہت پسند ہے کہ کاش کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا۔ اس سے مراد آپ کی امت کے وہ لوگ تھے جو آپ کے زمانے کے بعد آنیوالے تھے۔ قرآن کریم نے نبیوں کو اپنی امت کا بھائی کہا ہے فرمان ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا الخ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا الخ۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا الخ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ الخ حضرت علیؓ کو حضورؐ نے اپنا بھائی فرمایا ہے۔ اسی طرح اگلے پیغمبروں کو بھی آپ نے بھائی کہا ہے۔ نیز حضرت عمرؓ کو بھی حضورؐ نے بھائی کہا ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ تقویۃ الایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مر کر مٹی میں ملنے والا لکھا ہے۔" میں کہتا ہوں کہ اس میں بھی کوئی بے ادبی نہیں حضورؐ کا انتقال فرما جانا تمام دنیا مانتی ہے اور جانتی ہے کہ آپ کی قبر شریف مدینہ شریف میں موجود ہے۔ قرآن فرماتا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ فرماتا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ہ تمام روئے زمین کے جاندار فنا ہونیوالے ہیں، فرمان ہے اَفَاِنْ مَّاتَ الخ کیا اگر یہ نبی مر جائیں الخ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آخری بیماری میں آپ کے پاس ایک پیالہ پانی کا رکھا ہوا تھا اس میں ہاتھ ڈبو کر منہ پر ملتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں موت میں بڑی بڑی تکلیفیں ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی کہ خدایا مجھے بلند مرتبہ رفیقوں میں پہنچا پھر وفات پائی اور ہاتھ

جھک گیا (بخاری) اور حدیث میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مَاتَ النَّبِیُّ الخ یعنی میرے سینے پر حضورؐ کو موت آئی الخ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ یعنی بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے۔ خود حضورؐ کا ارشاد ہے لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ الخ اگر تو میری قبر کے پاس آئے الخ۔ ابن ماجہ میں ہے کہ جب صحابہؓ حضورؐ کے دفن سے فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یَا اَنَسُ کَیْفَ طَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اے انسؓ تمہارے دل اس بات پر کیسے آمادہ ہوگئے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی؟ عام مسلمانوں میں ایک مہینہ ہی اس نام سے مشہور ہے یعنی بارہ وفات کا مہینہ۔ قرآن فرماتا ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ یقیناً تو بھی مرنیوالا ہے اور یہ سب بھی مرنیوالے ہیں۔ حضرت علیؓ نے آپکے وصال کے بعد فرمایا لَقَدْ طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا آپ زندہ رہ کر اور مر کر پاک صاف ہی ہیں۔ حدیثوں میں صاف موجود ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ہی کی قبر کی زمین شق ہوگی پس مولانا کی مراد مٹی میں ملنے سے قبر میں دفن ہونا ہے اور کچھ نہیں یہ مطلب نہیں آپکا جسم خود مٹی ہو جائیگا بلکہ حدیث میں ہے کہ نبیوں کے جسم مٹی پر حرام ہیں۔ اگر حضورؐ کا انتقال ہی نہ ہوا ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ صحابہؓ آپ کو دفن کر دیتے؟ پس اس میں بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے ÷

ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ مولانا نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے الخ اس اعتراض کی وجہ بھی



عبارت میں غور نہ کرنا ہے ایک تو یہ خدا کا اپنی چاہت کے پورا کرنے اور اپنے ارادے کو کر گذرنے پر قادر ہونا دوسرا کسی کام کا ہونا اور کرنا تو مولانا مرحوم فرماتے ہیں کہ اگر وہ چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے فرمان ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اسکا کسی چیز کو بنانے کیلئے صرف یہی فرما دینا کہ "ہو جا" کافی ہے تو اگر وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے فرمان ہے اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ جس کام کا جس چیز کا ارادہ کرتا ہے کہدیتا ہے کہ ہو جا اسی وقت وہ ہو جاتی ہے، فرماتا ہے اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ یعنی زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا کیا انسانوں جیسے اور پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ بیشک وہ تو بڑا ہی خالق ہے اور بہت ہی جاننے والا ہے پس ثابت ہے کہ انسانوں جیسے اور انسان بھی خدا اگر چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ اور آیت میں ہے وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا اگر ہم چاہیں تو ہر گاؤں اور شہر میں پیغمبر بھیجدیں۔ پس خدا کی کوئی چاہت ایسی نہیں جس کے پورا کرنے پر وہ قادر نہ ہو، کوئی ارادہ ایسا نہیں جس سے مراد جدا ہو۔ قدرت میں تو سب کچھ ہے لیکن ایسا کریگا نہیں، کیونکہ اس کے فرمان ٹلتے نہیں وہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرما چکا ہے، اب آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا نہ ہوا فرماتا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی حضورؐ خدا کے پیغمبر ہیں اور نبیوں کے ختم کرنیوالے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

یہ تھیں وہ عبارتیں جن کا غلط مطلب لیکر لوگ تقویۃ الایمان پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولانا نے اس کتاب میں حضورؐ کی بے ادبی کی ہے۔ یہ محض

غلط ہے آپ تقویۃ الایمان کو پڑھ جائیے اس کے شروع کی عبارت کو اور آخر کی عبارت کو دیکھیے پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ اسی کتاب کے ۵۲ میں مولانا اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں، ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیئے" اسی طرح کی بہت سی عبارتیں تقویۃ الایمان میں موجود ہیں فالحمد للہ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اکمل و اتمہ۔

محمد (مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی) باڑہ ہندو راؤ دہلی۔ رجب ۱۳۵۳ھ

---

اب ہم یہاں حنفی مذہب کے زبردست علمائے کرام کے وہ فتوے نقل کرتے ہیں جو انھوں نے تقویۃ الایمان اور مولانا اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دیئے ہیں + محمد

## حنفی مذہب کے علمائے کرام کا فتویٰ مولانا شہید اور تقویۃ الایمان کی بابت

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین مسئلہ اول یہ ہے کہ جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب جو ہمراہ جناب سید احمد صاحب مرحوم کے راہ خداوند کریم شہید ہو گئے تھے ان کو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا مذہب جناب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں درست ہے یا نہیں؟ اور اگر نادرست ہے تو مردود اور بے ایمان اور کافر کہنے والا گنہگار کس درجہ کا ہے؟ مسئلہ ثانی یہ ہے کہ جو کتاب تقویۃ الایمان کہ مشہور ہے اسمیں آیاتِ الٰہی و حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب مرحوم یا دیگر



کسی عالم نے کیا ہے وہ کتاب اچھی سمجھکر اپنے پاس رکھنا چاہیئے؟ رکھنے سے کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ **الجواب**۔ جواب مسئلہ اولیٰ کا یہ ہے کہ مولوی محمد اسمعیل صاحب عالم صالح متقی بدعت کے قطع کرنیوالے سنت کے جاری کرنیوالے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنیوالے اور خلق کو ہدایت کرنیوالے تھے تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جبکا ایسا حال ہووے وہ ولی اور شہید اور جنتی ہے حقتعالیٰ فرماتا ہی اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ ترجمہ نہیں اولیاء اللہ کے مگر متقی سو موافق اس آیت کریمہ کے مولوی صاحب ممدوح ولی ہوتے ہیں۔ جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقویٰ کے ساتھ رہے اور فی سبیل اللہ شہید ہووے وہ قطعی اہل جنت سے ہے اور ولی شہید ہے۔ اور ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مومن کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے حقتعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ عَادٰی اَوْلِیَآئِیْ فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ۔ جس نے عداوت کی میرے ولی سے تو میں اسکو اطلاع کرتا ہوں اپنی لڑائی کرنیکی۔ پس دیکھو حقتعالیٰ سے لڑائی کرنیوالا کون ہوتا ہے؟ بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود کافر کہنا سب ائمہ کے نزدیک قریب کفر کے ہے، اور حق یہ ہے کہ مولوی صاحبؒ سے اہل بدعت کو اسواسطے عداوت ہی کہ انھوں نے بدعات کو لکھا اور بد عتیوں کے بازار کو بے رونق کر دیا اسلئے سب و شتم کرتے ہیں جیسا روافض شیخین اور اہل سنت میں سے شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور اہل تصنیف رد روافض کو لعن کرتے ہیں سو مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ کو لعن کرنیوالے ملعون ہیں کہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی کو لعن کرتا ہے اگر وہ محل لعن نہیں تو لعن کرنیوالے پر لعنت الٹ کر آتی ہے۔ اور معلوم ہو چکا ہے کہ مولوی محمد اسمعیل صاحبؒ مہبطِ رحمتِ الٰہی ہیں تو بالضرور لعنت کرنیوالے ان کے ملعون ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم + **جواب سوال دوم** تقویۃ الایمان ہدایت

عمدہ کتاب ہے، اور ردِ شرک و بدعت میں لاجواب ہے، استدلال اسکے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں، اسکا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے، اور موجب اجر کا ہے، اس کے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے خود کافر ہے، یا فاسق بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے اس کا قصورِ فہم ہے، کتاب اور مؤلفِ کتاب کی کیا تقصیر؟ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی گمراہ نے اسکو بُرا کہا تو وہ خود ضال اضل ہے ✤ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی) ۔ ابو مسعود رشید احمد، الجواب صحیح محمد حسن۔ الجواب صحیح محمد علی رضا عفی عنہ، الجواب مصیب محمد اسمٰعیل عفی عنہ گنگوہی۔ الجواب صحیح امیر حسن عفی عنہ الجواب ثابت موافق بالشرع عنایت الٰہی عفی عنہ سہارنپوری ہذا الجواب صحیح حق بلا ریب کانہ سیفٌ قاطعٌ عنق المبتدعین والمتعصبین۔ احمد علی ✤

عبارت فتویٰ مولوی عبد الرب صاحب واعظ دہلوی مولوی اسمٰعیل صاحب شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ کا حال جو اپنے والد ماجد محمد عبد الخالق مرحوم اور علماء سے جو سنا گیا وہ ایسا نہیں ہے کہ صفحۂ قرطاس اس کی تحریر کو وفا کرے ان حضرات کو ان کے اشتیاق میں یہی کہتے سُنا ؎

وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں ✤ اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

اور انکے فضائل قرآن شریف سے اور حدیث سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ



یَرْجُوْنَ رَحْمَۃَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ پھر ایسے شخص کو جو کافر کہے وہ کمال خسران اور ضلال میں ہے۔ یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّتُوْبَ وَیَدْعُوْ اَنْ یَّتُوْبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ۔۔ (مہر عمدۃ الواعظین مولوی عبد الرب صاحب دہلوی) محمد عبد الرب۔ جو کوئی مولوی اسمٰعیل صاحب ولی کامل کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے اور مصداق ہے حدیث مَنْ بَارَزَنِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَۃِ ۝ فقط محمد اکبر علیخاں (مہر محمد عبد القادر دہلوی)۔ ہو القادر و خلاق الخیر مولوی اسمٰعیل صاحب کو کافر کہنے والے کا کفر رجوع کرتا ہے طرف اسی کے محمد عبد الحکیم ساکن عظیم آباد پٹنہ۔ مکفر مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے۔ حررہ خادم حسین عفی عنہ ساکن اعظم گڈھ۔ مکفر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے حررہ عبد المفتاق الی اللہ الہادی الاحد المدعو بہ بخشش احمد القاضی فوری عفی عنہ بخشش احمد قاضی فوری۔ مکفر مولوی اسمٰعیل کا خود کافر مردود ہے۔ تقویۃ الایمان سراسر خلاصہ قرآن و حدیث ہے۔ حررہ محمد اسد علی متوطن اسلام آباد اضلاع کلکتہ صدر اسد علی۔ مکفر مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے۔ راقم سید محمد ابراہیم غفر اللہ ساکن باپوڑ فقط